ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

انصار اللہ

اگست ۱۹۸۸ء

(ایڈیٹر)

مرزا محمد الدین ناز

پبلشر:- چوہد
پرنٹر:- قاضی
مطبع:- ضیاء ال
مقامِ اشاعت:

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

اگست ۱۹۸۸ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

پبلشر:- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:- قاضی منیر احمد

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دارالصدر جنوبی ربوہ

فہرست

- اداریہ — صد ۲
- امام الکلام — ۵
- کلام الامام — ۶
- عربی منظوم کلام — ۷
- فارسی منظوم کلام — ۸
- خلاصہ خطباتِ جمعہ — ۹
- خلاصہ خطبہ عید الاضحیٰ — ۱۹
- خلاصہ افتتاحی خطاب برموقع جلسہ سالانہ جماعتِ احمدیہ انگلستان ۱۹۸۸ء — ۲۲
- جلسہ سالانہ انگلستان ۱۹۸۸ء کے دوسرے روز کے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کا خلاصہ — ۲۶
- جلسہ سالانہ انگلستان ۱۹۸۸ء کے موقع پر حضور کا خواتین سے خطاب کا خلاصہ۔ — ۳۳
- خلاصہ اختتامی خطاب برموقع جلسہ سالانہ جماعتِ احمدیہ انگلستان ۱۹۸۸ء — ۳۶

جلد نمبر ۲۹

شمارہ نمبر ۸

شرح چندہ

پاکستان ——— بیس روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ : دو روپے

اداریہ

اِستقبال......!

ایک مذہب کے زندۂ جاوید ہونے کی سب سے بڑی نشانی خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں یہ بیان فرمائی ہے کہ تُؤْتِیْٓ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّھَا کہ وہ الٰہی تقدیر کے تحت ہر زمانہ کے تقاضا کے مطابق تازہ بتازہ نشانات ظاہر کرتا رہتا ہے جو ازدیادِ ایمان کا باعث بنتے ہیں۔ جماعتِ احمدیہ کی تاریخ بھی ایسے بے شمار نشانات سے بھری پڑی ہے۔ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خدائے علیم وخبیر سے خبر پاکر یہ پیشگوئی فرمائی تھی

"دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

نیز حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تین نسلوں کے بعد احمدیت کے حق میں ایک عظیم الشان انقلاب کی بشارت بھی دی کہ لوگ ہر طرف سے یک دفعہ بیزار ہو کر احمدیت کے عقائد کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے احمدیت کی آغوش میں آتے چلے جائیں گے۔

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تین نسلوں کے بعد اس زمانے کی نشان دہی فرماتے ہوئے سالِ رواں کو جو جماعتِ احمدیہ کی پہلی صدی کا آخری سال بھی ہے اس عظیم الشان روحانی انقلاب کے لئے بابِ اوّل قرار دیا ہے جس کے جلو میں آئندہ روحانی فتوحات کا آغاز ہونے والا ہے اور دَورِ ابتلاء کی ایک صدی کے بعد خدا تعالیٰ کی تائیدات کے جلوے بڑی شان سے ظاہر ہونے والے ہیں۔ چنانچہ حضور نے جماعت کو اس موجودہ نازک دَور میں متضرّعانہ دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور اس کے فضلوں کو جذب کرنے کی طرف توجہ دلائی اور خدا تعالیٰ کے حضور رگڑ گڑا کر ان زبردست نشانات کے طلب کرنے کی تحریک فرمائی جو احمدیت کی صداقت کا نشان ٹھہریں۔

سیدنا حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان روحانی فتوحات کی تیاری

اداریہ

اِستقبال ......!

ایک مذہب کے زندۂ جاوید ہونے کی سب سے بڑی نشانی خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں یہ بیان فرمائی ہے کہ تُؤْتِیْٓ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا کہ وہ الٰہی تقدیر کے تحت ہر زمانہ کے تقاضا کے مطابق تازہ بتازہ نشانات ظاہر کرتا رہتا ہے جو ازدیادِ ایمان کا باعث بنتے ہیں۔ جماعتِ احمدیہ کی تاریخ بھی ایسے بے شمار نشانات سے بھری پڑی ہے۔ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خدائے علیم و خبیر سے خبر پاکر یہ پیشگوئی فرمائی تھی

"دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"

نیز حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تین نسلوں کے بعد احمدیت کے حق میں ایک عظیم الشان انقلاب کی بشارت بھی دی کہ لوگ ہر طرف سے یک دفعہ بیزار ہو کر احمدیت کے عقائد کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے احمدیت کی آغوش میں آتے چلے جائیں گے۔

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تین نسلوں کے بعد اس زمانے کی نشان دہی فرماتے ہوئے سالِ رواں کو جو جماعتِ احمدیہ کی پہلی صدی کا آخری سال بھی ہے اس عظیم الشان روحانی انقلاب کے لئے بابِ اول قرار دیا ہے جس کے جلو میں آئندہ روحانی فتوحات کا آغاز ہونے والا ہے اور دَورِ ابتلاء کی ایک صدی کے بعد خدا تعالیٰ کی تائیدات کے جلوے بڑی شان سے ظاہر ہونے والے ہیں۔ چنانچہ حضور نے جماعت کو اس موجودہ نازک دَور میں متضرعانہ دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور اس کے فضلوں کو جذب کرنے کی طرف توجہ دلائی اور خدا تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر ان زبردست نشانات کے طلب کرنے کی تحریک فرمائی جو احمدیت کی صداقت کا نشان ٹھہریں۔

سیدنا حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان روحانی فتوحات کی تیاری

اور جماعتِ احمدیہ کی اگلی صدی کے استقبال کے لئے روحانی تربیت کا ایک مفصّل پروگرام دیا ہے تا جماعت اس پر کاربند ہو کر ان تمام فیوض و برکات کی وارث بن سکے جو اس زمانہ کے لئے خدا تعالیٰ نے مقدّر کر رکھے ہیں۔

حضورِ انور نے اخلاق کے معیار کو بلند کرنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے اور سیرتِ نبوی کے خطوط کو اپنی زندگیوں میں اجاگر کرنے کی تلقین فرمائی تا جگہ جگہ اس سیرتِ طیّبہ کے دیپ جلیں اور آئندہ صدی کا آغاز ان دیپوں کی روشنی سے چکاچوند ہو جائے۔

عائلی زندگی کو سنوارنے اور اس میں سیرتِ نبوی کے حسین رنگ بھرنے کی تعلیم عطا فرمائی تا ہر احمدی گھر میں نورِ مصطفوی کی جھلک نظر آئے۔ میاں بیوی میں حُسنِ معاشرت اور بچّوں کی تربیت کا ایسا دلکش نظارا ہو کہ اس دُنیا میں جنّت اُتر آئے اور فرشتے ایسے وجودوں کی ہمراہی میں فخر محسوس کریں۔ گویا ہر احمدی گھر حُسنِ سیرت کی ایسی سچّی تصویر ہو جس میں خدا تعالیٰ کے سوا اَور کسی کا جلوہ نظر نہ آئے۔

عبادت اور نمازوں کے قیام میں لگن، وارفتگی اور اعلیٰ ذوق پیدا کرنے کی تحریک فرمائی اور یہ ہدایت فرمائی کہ ہر احمدی گھر عبادت کا ایک بہترین مینار ثابت ہو اور ہر احمدی کی رُوح متعبّدانہ اور متضرعانہ آسمانی رفعتوں کی طرف بلند ہو اور وہاں سے خدا تعالیٰ کی رحمتوں کا رس چوسنے لگے۔ ہر فرد کے دل سے رِقّت آمیز دعاؤں کی ایک نالی خدا تعالیٰ کے عرش کی طرف بڑھے اور روحانی دودھ سے لبالب بھر کر واپس آئے۔ ہر سینہ خدا تعالیٰ کے جلووں کے لئے تجلّی گاہ بن جائے۔ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بعثت کی غرض بھی یہی ہے کہ عبادت کا معیار عروج کی ایسی منازل طے کرے جہاں سے خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق کی معطر ہوائیں محسوس و مشہود ہونے لگیں۔ جماعت کا ہر فرد ایک دوسرے پر نگران ہو جائے اور بحیثیتِ مجموعی عبادت اور نمازوں کا ایسا معیار قائم ہو جو دائمی ہو اور دائمی برکات و فیوض کا جذب کرنے والا ہو۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تقویٰ کی عظمت و اہمیت بیان فرماتے ہوئے آئندہ صدی کے استقبال کے لئے اسے بھی پروگرام کا ضروری حصّہ قرار دیا کہ ہر احمدی تقویٰ کے زیور سے آراستہ ہو کر اگلی صدی میں قدم رکھے۔ رُوحانی زندگی کا خلاصہ تقویٰ کو قرار دیا گیا ہے گویا اگر تقویٰ کا رنگ انسانی زندگی کے ہر پہلو پر غالب آ جائے اور ہر ادا میں ظاہر ہونے لگے تو ایسے لوگوں کا دُنیا پر غالب آ جانا ایک لازمی امر ہے اور اس کا ایک طبعی نتیجہ ہے اور یہ وہ حقیقی غلبہ ہے جو دائمی ہے اور اس میں دُنیا کی کوئی طاقت روک نہیں بن سکتی بلکہ خدا تعالیٰ اپنے پیاروں کی خاطر راستے میں آنے والی

روک کو خود مٹا دیا کرتا ہے۔ اس لئے اگلی صدی سے پہلے اپنے کردار میں تقویٰ کے ایسے حسین رنگ بھرو جو خدا تعالیٰ کی محبت کے نتیجہ میں پیدا ہو رہے ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے تابع ہوں۔

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا کہ اے ایمان والو! اپنے نفسوں اور اپنے اہل و عیال کو آگ کے عذاب سے بچاؤ!

اِس مختصر سی آیت میں خدا تعالیٰ نے اِس سارے پروگرام کا خلاصہ دے دیا ہے جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کے لئے مقرر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے خطاب میں اپنے پیاروں کے پہلے مقام کو واضح فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو میری توحید پر ایمان لائے، میری محبت میں فنا ہوئے، میرے عشق میں مست ہوئے، میرے پیار میں کھو گئے۔ کیسا پیار! کیسا عشق! کیسی محبت! وہی جوان کے محبوب سیّدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جلوہ گر ہوئی تھی اور نہ صرف اس وجودِ مطہر کو بلکہ اس کے ماحول کو بھی اپنے ہالہ میں لیتی چلی گئی۔ گویا وہ لوگ مخاطب ہیں جو یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کا رنگ چڑھائے ہوئے فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ کا انداز اپناتے ہوئے خدا تعالیٰ کی محبت کو جذب کرتے ہیں۔

قُوْۤا میں وضاحت فرمائی کہ تم ہی وہ لوگ ہو جو تقویٰ کو زادِ راہ بناتے ہوئے، تقویٰ کے حقیقی معیار کو سمجھتے ہوئے اس گھاٹی کو عبور کر سکتے ہو تمہارا نصب العین "ہر اک نیکی کی جڑ یہ اِتقاء ہے" کے مصداق تقویٰ اور نیکیوں کی راہ پر قدم مارنا ہے اِس لئے خدا تعالیٰ کی محبت میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ کاملہ کو اپناؤ۔ وہی ایک اُسوہ ہے جو نور اللہ سے ماخوذ ہے اس لئے نورٌ علیٰ نور ہے سراپا رحمت ہے۔

اَنْفُسَكُمْ کہہ کر اِس امر کی طرف توجّہ دلائی کہ پہلے اپنے اندر انوارِ الٰہیہ کا اِنعکاس کریں اور صفاتِ ربّانیہ پیدا کریں اور مثلِ آئینہ خدا تعالیٰ کی تصویر اپنے اندر اُتاریں جیسے سراجِ منیر سیّدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اندر انوار کو جذب کیا اور پھر ایک عالَم کو بُقعۂ نور بنا دیا۔

وَ اَهْلِیْكُمْ یعنی اسی طرح تمہارے اندر بھی نور موجزن ہوگا تقویٰ کا نور! جس سے تم اپنے اہل و عیال کی رُوحوں کو منوّر کر سکو گے اور اپنے وجود میں جو تقویٰ کے مینار بناؤ گے اس کی روشنی سب سے پہلے عائلی زندگی پر مؤثر ہوگی اور اس کو روشن اور جنّت نظیر بنا دے گی بعد ازاں ماحول کو منوّر کرنے لگے گی۔

اِس تقویٰ کا منبع چونکہ خدا تعالیٰ کی محبت اور مجسّم رحمت سیّدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(باقی صفحہ ۲۴ پر)

امام الکلام

اِس کا نام صلوٰۃ ہے

" ارکانِ نماز دراصل روحانی نشست و برخاست ہیں۔ انسان کو خدا تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آداب خدمت گاران میں سے ہے۔ رکوع جو دوسرا حصّہ ہے بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیلِ حکم کو کس قدر گردن جھکاتا ہے اور سجدہ کمال آداب اور کمال تذلّل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے۔ یہ آداب اور طرق ہیں جو خدا تعالیٰ نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیئے ہیں اور جسم کو باطنی طریق سے حصّہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے۔ علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھ دیا ہے۔ اب اگر ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے) صرف نقّال کی طرح نقلیں اتاری جاویں اور اسے ایک بارِ گراں سمجھ کر اُتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے تو تم ہی بتاؤ اِس میں کیا لذت اور حظ آ سکتا ہے۔ اور جبتک لذّت اور سرور نہ آئے اس کی حقیقت کیونکر متحقق ہوگی اور یہ اس وقت ہوگا جبکہ روح بھی ہمہ نیستی اور تذلّلِ تام ہو کر آستانۂ الوہیّت پر گرے اور جو زبان بولتی ہے روح بھی بولے۔ اس وقت ایک سرور اور نور اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے.........

... اگر ایسا ہو تو پھر اعلیٰ درجہ کی لذّت حاصل ہوتی ہے جس سے بڑھ کر کوئی حظ نہیں ہے اس مقام پر انسان کی روح جب ہمہ نیستی ہو جاتی ہے تو وہ خدا کی طرف ایک چشمہ کی طرح بہتی ہے اور ماسوی اللہ سے اُسے انقطاعِ تام ہو جاتا ہے اس وقت خدا تعالیٰ کی محبت اس پر گرتی ہے اس اِتصال کے وقت ان دو جوشوں سے جو اُوپر کی طرف سے ربوبیّت کا جوش اور نیچے کی طرف سے عبودیّت کا جوش ہوتا ہے ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اس کا نام صلوٰۃ ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۶۴، ۱۶۵)

کلام الامام

رُوحِ عبادت

"فرمایا کہ تم عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہو عبادت کے یہ تقاضے ہیں عبادت تم پر یہ ذمہ داریاں ڈالتی ہے اِس لئے پہلی شرط یہ ہے کہ تم پختہ عزم کرو کہ ہم ایک دفعہ صراطِ مستقیم کو حاصل کرنے کے بعد اس راہ سے نہیں بھٹکیں گے بلکہ خواہ کچھ ہو جائے ثباتِ قدم دکھائیں گے۔ ساری دُنیا کے پہاڑ مِل کر ہم پر گرنے کی کوشش کریں اور ہمیں قیمے سے بھی باریک ذرّوں میں منتقل کرنے کی کوشش کریں اور ساتھ یہ وعدہ بھی ہو کہ اگر تم اپنے ربّ سے تعلق توڑ دو تو تم اس فنا سے بچ سکتے ہو تو خدا کا بندہ کہے گا کہ نہیں مجھے اِس جسم کی فانی زندگی منظور نہیں روحانی زندگی اور اسکی بقا کا انحصار اس بات پر ہے کہ میرا اپنے ربّ سے تعلق قطع نہ ہو اور مَیں اس سے دُوری کی راہ کو اختیار نہ کروں۔

پس جب یہ جذب پیدا ہو جاتا ہے اور انسان کی فطرت بیدار ہو جاتی ہے تو وہ اس کے نتیجہ میں کامل یقین، کامل امید، کامل محبت، کامل وفاداری، کامل ہمّت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف جُھکتا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ فنا کے میدانوں میں سے گزرتا ہے۔ یعنی اس پر ایک فنا وارد ہوتی ہے اور پھر جب وہ ان میدانوں کو عبور کر لیتا ہے تو کیا دیکھتا ہے بارگاہِ الوہیّت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں یہ عبادت کا حق ادا ہو گیا نا، تب اس کی رُوح اس کے آستانہ پر سَر رکھ دیتی ہے اور پھر وہ سَر اس آستانہ سے کبھی اُٹھتا نہیں۔

پس حُنَفَآءَ کے بعد یہ بتایا کہ یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ ان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ چونکہ تم میری عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہو اِس لئے اِس مفہوم میں دعا کو قائم کرو تاکہ اس کے اوپر وہ عمارت کھڑی ہو سکے جو تمہاری جنّت کی عمارت ہے ....

غرض عبادت کی رُوح یہ دعا ہے اس کے بغیر بظاہر نظر آنے والی عبادت ایک مُردہ لاشہ ہے لیکن اگر اس عبادت میں دعا کی یہ رُوح پیدا ہو جائے تو پھر وہ زندہ ہے اور زندہ کا تعلق زندہ سے پیدا ہو سکتا ہے۔ زندہ رُوح کا تعلق پھر زندہ خدا سے ہو جائے گا۔ پس حقوق اللہ کی ادائیگی میں رُوحِ عبادت یہ دعا ہے، یہ صلوٰۃ ہے جس کا ذکر یہاں کیا گیا ہے۔"

.... اقتصادی نظام کے اصول اور فلسفہ صفحہ ۹ تا ۱۲)

عربی منظوم کلام

وَحِیْدٌ فَرِیْدٌ لَا شَرِیْكَ لِذَاتِهٖ　　قَوِیٌّ عَلِیٌّ مُسْتَعَانٌ مُقَدِّرٌ

اللہ تعالیٰ یگانہ ہے یکتا ہے اور اپنی ذات میں لاشریک ہے۔ قوی ہے شاندار ہے مدد مانگنے کے سزاوار اور تقدیر کا مالک ہے

لَهُ الْمُلْكُ وَالْمَلَكُوْتُ وَالْمَجْدُ كُلُّهٗ　　وَكُلٌّ لَهٗ مَا بَانَ فِیْنَا وَیَظْهَرُ

دُنیا کا ملک بھی اسی کا ہے اور تمام آسمانی حکومت اور بزرگی بھی اس کی ہے اور جو کچھ ان میں ظاہر ہوتا ہے یا سوجھتا ہے اسی کا ہے

وَدُوْدٌ یُحِبُّ الطَّائِعِیْنَ تَرَحُّمًا　　مَلِیْكٌ فَیُزْعِجُ ذِیْ شِقَاقٍ وَّیَحْصِرُ

مہربان خدا ہے فرمانبرداروں سے رحمت سے پیار کرتا ہے۔ بادشاہ ہے دشمنوں کو جڑ سے اُکھاڑ دیتا اور قید کر لیتا ہے

یُحِیْطُ بِكَیْدِ الْكَائِدِیْنَ بِعِلْمِهٖ　　فَیُهْلِكُ مَنْ هُوَ فَاسِقٌ وَّمُزَوِّرُ

اپنے علم سے مکاروں کے مکر خوب جانتا ہے۔ اور جو فاسق اور مکار ہو اس کا ناس کر دیتا ہے

وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَا كُفُوًا لَّهٗ　　وَحِیْدٌ فَرِیْدٌ مَا دَنَاهُ التَّكَثُّرُ

اور نہ اس نے کسی کو بیٹا بنایا نہ کوئی اس کا کفو ہے۔ یگانہ اور یکتا ہے کثرت اُس کے قریب نہیں جا سکتی

وَمَنْ قَالَ اِنَّ لَهٗ اِلٰهًا قَادِرًا　　سِوَاهُ فَقَدْ نَادَی الرَّدٰی وَیُدَمَّرُ

جس نے کہا کہ اس کے سوا میرا کوئی اَور بھی معبود قادر ہے اس نے تباہی کو طلب کیا اور برباد ہو گیا

وَبَشَّرَنِیْ قَبْلَ الْجِدَالِ بِلُطْفِهٖ　　فَقَالَ لَكَ الْبُشْرٰی وَاَنْتَ الْمُظَفَّرُ

اس نے مقابلہ سے پہلے مجھ کو مہربانی سے بشارت دے کر فرمایا کہ تجھ کو مبارک ہو تو ہی فتحمند ہے

فارسی منظوم کلام

○

ہاں تغافل مکن ازیں غمِ خویش　　　　کہ ترا کارِ مشکل اَست بہ پیش

خبردار! اپنے اِس (دین کے) غم سے غفلت نہ کیجیئو کیونکہ تجھے مشکل کام درپیش ہے

دِل ازیں درد و غم فگار بکن　　　　دِل چہ جاں نیز ہم نثار بکن

اپنے دِل کو اس دَرد و غم سے زخمی کر۔ دِل کیا بلکہ جان بھی قربان کردے

ہَست کارت ہمہ بآں یکذات　　　　چُوں صبوری کُنی ازو ہیہات

تیرا واسطہ تو اسی ایک ذات سے ہے۔ افسوس ہے کہ پھر کیونکر تجھے صبر آتا ہے

بخت گردد چو زو بگردی باز　　　　دَولت آید ز آمدن بہ نیاز

جب تُو اس سے برگشتہ ہوتا ہے تو تیری قسمت خراب ہوتی ہے اور عجز کیساتھ اُسکے حضور آنے سے دولت ملتی ہے

چُوں ببرّی زایں چنیں یارے　　　　چُوں بدیں ابلہی کُنی کارے

کِس طرح تُو ایسے دوست سے تعلق قطع کر سکتا ہے اور کِس طرح ایسی بیوقوفی کا کام کر سکتا ہے

ایں جہاں اَست مثل مُردارے　　　　چوں سَگے ہر طرف طلبگارے

یہ دُنیا تو مُردار کی طرح ہے اور اُس کے طلبگار کُتّوں کی طرح اُسے چمٹے ہوئے ہیں

خنک آں مرد کہ ازیں مُردار　　　　رُوئے آرد بسُوئے آں دادار

وہ شخص خوش قسمت ہے جو اس مُردار سے بچ کر اپنا مُنہ خدا تعالیٰ کی طرف پھیرتا ہے

خلاصہ خطبات حضرت امام جماعت احمدیہ

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ جون ۱۹۸۸ء بمقام لندن

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے گزشتہ خطبہ جمعہ میں بیان فرمودہ عبادت کے مضمون کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ طٰہٰ کی آیت ۱۵ میں بڑے زور اور شدت اور بڑی شان کے ساتھ توحید کا اظہار فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ میرے ذکر کی خاطر نماز کو پڑھا کر۔ فرمایا جتنی باتیں بھی اس مختصر سی آیت میں بیان ہوئی ہیں اُن میں سے ایک بھی بظاہر نئی نہیں اور بظاہر کوئی ایسی بات اس میں بیان نہیں ہوئی جس سے کسی قسم کی نئی خبر ملتی ہو۔ انسان اِس آیت کو پڑھتا ہے اور اس کے زور اور شدت اور شوکت سے متاثر بھی ہوتا ہے لیکن وہ ٹھہر کر غور نہیں کرتا کہ یہ سب باتیں شدت کے ساتھ اور خصوصیت کے ساتھ کیوں بیان کی گئی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ بظاہر یہ عام فہم، سادہ اور معروف باتیں ہیں جو اِس آیت میں بیان ہوئی ہیں۔ لیکن اس انداز اور شوکت سے بیان ہوئی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا خدا اس میں کوئی خاص پیغام دینا چاہتا ہے جسے غافل بندہ نہیں سمجھتا اور دیکھتے ہوئے بھی اس طرح گزر جاتا ہے جیسے دیکھا نہیں یا دیکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔

حضور نے فرمایا کہ امر واقعہ یہ ہے کہ انسان نے اپنی زندگی میں خدا کے سوا اتنے بُت بنا رکھے ہیں، وہ اتنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے کہ اسے روزمرّہ کی زندگی میں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اس کی زبان تو ایک خدا کے سوا کسی اَور کا اقرار نہیں کرتی لیکن اس کا دل اور اس کا عمل اور اس کی توجہات اس ایک خدا کے سوا بہت سے دوسرے معبودانِ باطلہ کی پرستش کرتے چلے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں ہی ہوں وہ معبود جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اِس اعلان کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نماز کو میرے ذکر کی خاطر پڑھا کر۔ حضور نے فرمایا کہ آپ جانتے ہیں کہ خدا

کے ذکر کے لئے ہی نمازیں پڑھی جاتی ہیں مگر اِس فقرہ پر ٹھہر کر ہر ایک کو سوچنا چاہیئے اور اسے اپنے آپ کو ٹٹول کر دیکھنا چاہیئے کہ کیا واقعی وہ خدا کے ذکر کی خاطر ہی نماز پڑھ رہا ہے۔ اِس بات کا جواب ہر انسان اپنے تجربے اور حالات کے مطابق اپنی نمازوں کی کیفیت کے مطابق دے سکتا ہے لیکن اگر بنظرِ غائر دیکھے گا اگر حقیقت کی نظر سے دیکھے گا تو وہ عرفان کے کسی بھی مقام پر ہو وہ اپنے نفس کو نفی میں جواب دے گا کیونکہ جب یہ کہا جائے کہ نماز ذکرِ الٰہی کے لئے ہے، خدا کی یاد کے لئے ہے اور اِس غرض سے نماز پڑھا کرو یعنی نماز کو ذکرِ الٰہی سے بھر دو تو اس تعریف کی رُو سے نماز کی جو شکل ظاہر ہوتی ہے وہ اگر ہماری اکثر نمازوں میں واقعتہً ظاہر نہیں ہو رہی ہوتی تو وہ نماز حقیقی نماز نہیں ہے۔

حضور نے فرمایا ہر انسان اپنی نمازوں پر اس پہلو سے غور کرے کہ جب وہ اپنی نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے، تسبیح و تحمید کرتا ہے تو کس حد تک اس کی توجہ سورۃ فاتحہ کے مضمون کی طرف رہتی ہے اور تسبیح و تحمید کرتے وقت کس حد تک وہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں اُن اعلیٰ صفات کو دیکھ رہا ہوتا ہے جو اس کی زبان بیان کر رہی ہوتی ہے۔ اِس نظر سے اگر آپ غور کریں تو ہر شخص جو اپنے اندر سچائی کا بیج رکھتا ہے اس کا جواب نفی میں ہوگا۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے بیان فرمایا کہ "مَیں ہی ہوں وہ معبود جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔ پھر فرمایا کہ "میرے ذکر کی خاطر نماز ادا کرو"۔ دوسرے حصہ میں پہلے بیان شدہ امر کو اپنی زندگیوں میں جانچنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے ایک پیمانہ رکھ دیا ہے اور وہ پیمانہ نماز ہے۔ نماز وہ آئینہ ہے جس میں روزمرّہ کی زندگی کی توحید یا روزمرّہ کی زندگی کا شرک دکھائی دیتا ہے۔ یہاں اِس طرف متوجہ فرمایا گیا ہے کہ تم لاکھ توحید کا دعویٰ کرو لاکھ کہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں لیکن جب تم نمازوں میں میرے سامنے حاضر ہوگے اس وقت تمہاری توحید جانچی اور پہچانی جائے گی۔ پس دیکھیں خدا تعالیٰ نے کس حکمت کے ساتھ اور کس شان کے ساتھ واضح فرما دیا ہے کہ اگر تم واقعی توحید کے قائل ہو، اگر تمہاری ساری زندگی خدائے واحد کی پرستش میں گزرتی ہے تو جس وقت تم خالصتہً میرے سامنے حاضر ہوتے ہو اس وقت تو تمہاری توحید کی خاص چمک دکھائی دینی چاہیئے اس وقت تو سج دھج کر تمہاری توحید ظاہر ہونی چاہیئے۔ خدا کے حکم کہ "زینت کے سامان اختیار کر لیا کرو...... الخ" کا ایک یہ مطلب بھی ہے کہ اپنی توحید کو سجا کر خدا کے حضور لے کر جاؤ تاکہ نمازوں میں ظاہر ہو کہ کس حد تک تم موحد ہو۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ روایات ملتی ہیں کہ آپؐ جب نماز نہیں بھی پڑھ رہے ہوتے تھے تو تب بھی دل نماز میں ہی اٹکا ہوتا تھا۔ یہ

مطلب ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ کا۔ نماز کے باہر بھی جس کا دل نماز میں اٹکا ہوگا نماز میں جاکر اس کی کیا کیفیّت ہوگی۔

حضور نے فرمایا: پس یہ بیان جو بالکل سادہ اور عام فہم اور روزمرّہ کا دیکھا بھالا معلوم ہوتا تھا۔ جب آپ اس پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اس میں سارے مضامین ہیں اور اس سے پہلے اس طرف توجّہ ہی نہیں گئی۔ پس اِس پہلو سے آپ اب اپنی نمازوں کو دوبارہ دیکھیں کہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا دل نماز سے باہر رہتے ہوئے بھی نماز میں اٹکا ہوتا تھا اور ہمارا دل نماز میں رہتے ہوئے بھی نماز سے باہر اٹکا ہوتا ہے۔ اِس پہلو سے جب آپ اپنی نمازوں کا جائزہ لیں تو آپ دیکھیں گے کہ جہاں جہاں بھی آپ کا دل اٹکتا ہے آپ کی نمازوں میں بھی اُسی طرف کو توجّہ رہتی ہے۔ کوشش کر کے جدّوجہد کر کے آپ اسے نماز کی طرف واپس لاتے ہیں اور پھر طبعی طور پر ایک بے اختیار کشش کے ساتھ آپ کا دل دوبارہ اس طرف متوجہ ہو جاتا ہے جہاں پر آپ نے اُسے خود اٹکا دیا ہے تو یہ پھر کیسی توحید ہوئی۔ یہ تو پھر کوئی اس منظر کے برعکس منظر ہے جو حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نمازوں کا منظر دکھائی دیتا ہے۔ آنحضورؐ نماز سے باہر ہوتے ہیں اور دل نماز میں ہوتا ہے۔ ہم نماز میں ہوتے ہیں اور ہمارا دل باہر ہوتا ہے۔ اِس پہلو سے ہمیں اپنی نمازوں پر بہت ہی محنت کرنی پڑیگی اور بہت ہی غیر معمولی توجّہ کی ضرورت ہے۔

حضور نے فرمایا کہ جب نمازوں کا وجود اپنی ظاہری شکل میں قائم ہو جائے تو اُن کے اندر رنگ بھرنے کی باتیں سوچی جاسکتی ہیں مگر جن کے ہاں نمازوں کا ظاہری وجود ہی قائم نہ ہوا ہو ان میں وہ رنگ کیا بھریں گے۔ اِس لئے بہت سے مراحل جو جماعتِ احمدیہ کو درپیش ہیں اور وہ ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ نمازیں بہت سی منازل سے گزرنے کے بعد پھر اس مقام تک پہنچتی ہیں جہاں پھل پکا کرتے ہیں اور ان کی لذّت پھر رُوح کے لئے غذا کا موجب بنتی ہیں۔

حضور نے اِس مضمون کی طرف بھی توجہ دلائی کہ توحید اور ذکر کا گہرا تعلق ہے۔ توحید آپ کو ذکر کی طرف دھکیلتی ہے اور ذکر آپ کے اندر توحید کی نئی شان پیدا کرتا ہے اور توحید کے نئے عرفان آپ کو بخشتا ہے۔ پس اِس آیت میں توحید اور ذکر کے گہرے تعلق کو بڑی شان کے ساتھ اور بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے اور اس تعلق کی بناء پر ہی ہماری نمازیں زندہ ہوسکتی ہیں اور ہم شرک سے توحید کی طرف مائل ہوسکتے ہیں اِس لئے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔

اِس کے بعد حضور نے سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کی تحریرات میں سے نماز سے متعلق بعض

ارشادات پڑھ کر سنائے جس میں حضرت اقدس نے فرمایا ہے کہ نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہے تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔ نماز کیا چیز ہے۔ نماز اصل میں ربّ العزّت سے دعا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ حضور نے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ارشاد کی روشنی میں بتایا کہ جب انسان کی دعا محض دُنیاوی امور کے لئے ہو تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں لیکن جب انسان خدا کو ملنا چاہتا ہے اور اس کی رضا کو مدِّنظر رکھتا ہے اور ادب، انکسار، تواضع اور نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو کر اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے تب وہ صلوٰۃ میں ہوتا ہے۔

حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا ہے کہ دعا وہ اکسیر ہے جو مُشتِ خاک کو کیمیا کر دیتی ہے اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے الہام "اُٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں" کا بھی حضور نے خطبہ میں ذکر فرمایا اور فرمایا کہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر نازل ہونے والے اِس الہامِ الٰہی میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر آپ دُنیا کو بیدار کرنے کے لئے اور احمدیت کی طرف متوجّہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا عظیم الشان نشان چاہتے ہیں تا دُنیا قیامت کا نمونہ دیکھے اور حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کی سچّائی روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو جائے اور تکذیب کے سارے اندھیرے چھَٹ جائیں تو خدا سے ایسا نشان مانگیں جو سورج کی طرح چڑھے اور ان تاریکیوں کا تار و پَود بکھیر کر رکھ دے۔ اس نشان کے لئے طریق خدا تعالیٰ نے الہاماً بتا دیا ہے کہ "اُٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں"۔ فرمایا کہ ویسے بھی صدی کے اختتام پر سب سے زیادہ قابلِ توجہ امر نماز ہی تھی اور اس کی طرف مَیں نے متوجّہ کرنا تھا۔ یہ عجیب خدا تعالیٰ کا تصرّف ہوا ہے کہ چونکہ ساتھ ہی مباہلہ کا چیلنج بھی دے دیا گیا ہے اور ان دونوں کے تعلق سے خود خدا نے مجھے رؤیا کے ذریعہ سمجھا دیا کہ مباہلہ کو عظیم الشان طریق پر کامیاب کرنا چاہتے ہو تو نمازوں کی طرف جماعت کو متوجہ کرو اور پھر اس الہام کی طرف بھی توجہ پھیر دی کہ اس کا بھی اسی کے ساتھ تعلق ہے اِس لئے مَیں خصوصیت کے ساتھ جماعت کو ایک دفعہ پھر تاکید کرتا ہوں کہ اِس سال کو بشدّت عبادتِ الٰہی کا سال بنا دیں ایسی عبادت جو ذکرِ الٰہی سے معمور ہو اور جس میں ہم خدا کی یاد کی لذّتیں پائیں اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ر جولائی ۱۹۸۸ء بمقام لندن

تشہّد و تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے

بعد حضور انور نے فرمایا کہ احباب جماعت شاید یہ توقع رکھتے ہوں کہ میں اس خطبہ میں بھی مباہلہ کے متعلق ہی کچھ کہوں گا۔ اگرچہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس عرصہ میں ایک بڑا روشن نشان ظاہر ہوا ہے جس سے دنیا بھر کے مومنوں کو تسکین ملی ہے اور مولویوں کی بوکھلاہٹ کے قصے سننے میں آرہے ہیں لیکن میں اب نہیں بلکہ اس موضوع پر انشاء اللہ جلسہ کے کسی موقع پر خطاب کروں گا۔ اس وقت میں جماعتی روایات کے مطابق جلسہ کے ضمن میں حقوق، ذمہ داریوں اور اعلیٰ اخلاق کی بعض باتیں یاد دلانا چاہتا ہوں جن کا تعلق مہمانوں اور میزبانوں سے ہے۔

فرمایا: اصل میں تو یہ سب باتیں چودہ سو سال قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دی ہوئی ہیں۔

حضور انور نے مغربی ملکوں کے تمدن کے حوالہ سے مہمانوں کو یاد دلایا کہ وہ اپنے میزبانوں کا خیال رکھیں۔ جہاں تک مہمانوں اور ان کے میزبان رشتہ داروں کا تعلق ہے تو وہ جانیں اور ان کے میزبان۔ لیکن یاد رکھیں کہ ان ملکوں میں مہمانوں کا لمبا عرصہ رکھنا آسان نہیں اور وہ مہمان جو احمدیت کے رشتہ سے آرہے ہیں وہ یہ امر یاد رکھیں کہ مہمانی صرف تین روز ہے۔ جلسہ کے ایام میں تو جماعت تین دن کی بجائے تین گنا مہمانی مہیا کرتی ہے اور جماعت مہمانوں کی ہر قسم کی سہولت کی ذمہ دار ہوتی ہے لیکن اگر کوئی اس سے زیادہ رکنا چاہے تو جماعتی نظام کی طرف رجوع کرے یا اپنا انتظام کرے۔ چونکہ یہاں ملازم وغیرہ رکھنے کا رجحان نہیں لہٰذا مہمانوں کو میزبانوں کا ہاتھ بھی بٹانا چاہیئے اور یہاں کے رواج کے مطابق گھروں میں شور نہ ڈالیں اور میزبانوں کے ہمسایوں کے لئے بھی اچھے مہمان بنیں۔

حضور نے فرمایا کہ بیت الفضل میں چونکہ ایسے موقعوں پر بہت رونق ہوتی ہے اس لئے اس کے ماحول میں کوئی ایسا رویہ اختیار نہ کریں جو جائز شکایت کا موجب ہو۔ اس ضمن میں حضور نے سڑکوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دلائی اور بتایا کہ یہاں تیسری دنیا والا معاملہ نہیں کہ ڈرائیور چوکنا ہو۔ یہاں ڈرائیور کی احتیاط کے تقاضے مختلف ہیں لہٰذا احتیاط کریں۔ حضور نے گذشتہ سال پیش آنیوالے ایک ناخوشگوار حادثہ کا ذکر کر کے توجہ دلائی کہ سفر کی دعا اور رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُکَ کی دعائیں پڑھتے ہوئے نکلیں اور احتیاط سے گاڑی چلائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہاں اگر آپ کو کسی قسم کی شکایت پیدا ہو تو یہاں ہی اس کے ازالہ کیلئے نظام کی طرف رجوع کریں اور اگر متعلقہ افسر ڈیوٹی توجہ نہ دے تو براہ راست یہیں پر مجھے اس کی اطلاع دیں واپس ملک جا کر باتیں کرنے اور کسی خامی کی تشہیر کرنے کا کوئی مطلب نہیں۔ اس طرح وَلَا یَغۡتَب

بَعْضُکُمْ بَعْضًا کی خلاف ورزی کے مُرتکب ہو کر مُردہ بھائی کا گوشت نہ کھائیں۔ حضور نے فرمایا کہ عام مہمانوں کے لئے چونکہ اجتماعی انتظام ہوگا اِس لئے باوجود اچھے انتظام کے اگر کوئی خامیاں رہ جائیں تو ان پر نظر نہ رکھیں، عفو و درگذر سے کام لیں شکایت ہو تو خامی کے ازالہ اور نظامِ جماعت کی بہتری کی خاطر نہ کہ ذاتی فائدہ کی خاطر۔

حضور نے اِمَاطَةُ الاذیٰ عَنِ الطَّرِیْقِ کی روشنی میں اسلام آباد اور ماحول کی صفائی کی طرف خصوصی توجہ دلاتے ہوئے تلقین کی کہ صرف اپنے ہی زائد اور ضائع شدہ چیزوں کو پھینکنے کا اہتمام نہ کریں بلکہ احسان کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے دوسروں کے زائد اور ضائع شدہ اشیاء کو بھی ڈسٹبن وغیرہ میں پھینکیں تو اس سے ماحول میں زیادہ صفائی پیدا ہوگی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ایک دفعہ مَیں نے میزبانوں سے قرض مانگنے سے منع کیا تھا۔ ایسے مواقع پر بعض بَدفطرت لوگ دھوکہ دیتے ہیں لیکن احباب کو ایسی باتوں میں نہیں پڑنا چاہیئے۔ اگر کسی مہمان کو کسی حادثہ یا دیگر ضرورت کی وجہ سے قرض کی حاجت ہو تو وہ نظامِ جماعت کی طرف رجوع کرے اور اگر کوئی شخص کہانی بنا کر میزبان سے قرض مانگے تو میزبان کا فرض ہے کہ فوراً نظامِ جماعت کو مطلع کرے یا باقاعدہ رجسٹرڈ کروا کر قرض دے۔ حضور نے فرمایا کہ آنے والوں کو جلسہ کے لئے زادِ راہ لے کر نکلنا چاہیئے۔ زادِ راہ کے بغیر تو حج بھی فرض نہیں جلسہ تو معمولی چیز ہے لہٰذا زادِ راہ نہ ہو تو جلسہ کے لئے نہ نکلیں۔ قرض اور لین دین کے معاملہ میں اپنے معیار کو بلند کرنے کی ضرورت ہے اور امید رکھتا ہوں کہ آنے والے اِس معاملہ میں پاکستانی جماعتوں کو داغدار نہیں کریں گے۔

حضورِ انور نے سیکیورٹی امور کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اس کا تعلق صرف خلافت کی سیکیورٹی ہی سے نہیں بلکہ ہر لحاظ کی سیکیورٹی سے ہے اور موجودہ حالات میں جبکہ مخالفین، جماعت پر خدا تعالیٰ کے بڑھتے ہوئے فضلوں کی وجہ سے حسد میں بڑھ رہے ہیں یہ ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اِس ضمن میں خود حفاظتی کا سب سے اچھا نظام تو دعا کا نظام ہے۔ اِعْقَلْ ثُمَّ تَوَکَّلْ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توکّل کے جو طریق سکھائے ہیں وہ دعا اور تدبیر کے ساتھ ہی پورے ہوں گے۔

حضور نے فرمایا کہ احمدیہ نظام سیکیورٹی میں ہر احمدی خواہ وہ جہاں بھی ہو ہر چیز پر نظر رکھتا اور حفاظت کرتا ہے جس میں صرف باقاعدہ ڈیوٹی والے ہی شامل نہیں لہٰذا ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ کوئی چیز دیکھے تو وہ براہِ راست قدم نہیں اُٹھاتا بلکہ اصل راست قدم اُٹھاتا، نظام کی طرف رجوع کرتا

اور اطلاع دیتا ہے۔

جماعتی جلسوں میں غیر احمدیوں کی شرکت کے رجحان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر اجنبی کو دشمن سمجھ کر بدخلقی شروع نہ کر دیں۔ حق کی جستجو کے لئے آنے والے کے ساتھ وہ سلوک کریں جو ایک معزز مہمان سے ہوا کرتا ہے۔

تقاریر سننے کے سلسلہ میں فرمایا کہ زبان سے عدم واقفیت کی وجہ سے کپڑے جھاڑ کر اُٹھ نہ پڑیں سمجھ آئے نہ آئے صبر کا پیکر بن کر بیٹھے رہا کریں۔ ان مہمانوں کی طرف دیکھیں جو اُردو نہ جاننے کے باوجود پورا وقت بڑی پابندی اور سلیقے سے حاضر رہتے ہیں وہ تو جلسہ کے آداب اور جلسہ کی اجتماعی حاضری سے واقف ہیں آپ بھی ان امور کا خیال رکھیں، پھر مقرر کا بھی خیال رکھیں اس بیچارے پر اس کا بڑا نفسیاتی اثر پڑتا ہے لہٰذا عام نصیحت کے ذریعہ جلسہ کے حقوق کی طرف متوجہ کریں اور اس کی برکات سے فائدہ اُٹھائیں۔

حضورِ انور نے فرمایا جلسہ سے پہلے اور بعد خصوصیت سے اللہ کا نام بلند کریں اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں نمازوں کی حفاظت کے لئے ذکرِ الٰہی بہت ضروری ہے پس ذکرِ الٰہی سے اپنی نمازوں کو روزمرّہ کی زندگی کی خشکی سے بچائیں۔ فرمایا اجتماعات کے وقت خصوصیت سے ذکرِ الٰہی پر زور دینا چاہیئے۔

حضورِ انور نے کارکنوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ جذبات کو نظم و ضبط کی زنجیروں میں جکڑے رکھیں خواہ کوئی بدخلقی سے پیش آئے آپ بے لگام نہ ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ جلسہ کے ایّام سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے تربیت کے شعبہ کو نماز باجماعت کے معاملہ میں خصوصی طور پر متحرک اور مستعد ہونا چاہیئے اور یوں تربیت کا ایک ایسا موقع مل جائے گا جو یہاں کی جماعت کے لئے سارا سال کام آئے گا کارکن یاد رکھیں کہ نماز ہر حال میں پہلے درجہ کی چیز ہے وہ ڈیوٹی کی وجہ سے کبھی استثناء کی راہیں نہ نکالیں۔

حضورِ انور نے جلسہ سالانہ پر عارضی استعمال کے لئے آئے ہوئے سامان کو واپس کرنے کی تلقین کی اور فرمایا کہ بعض لوگ اسے امانت نہیں سمجھتے اگر آپ نظامِ جماعت میں امین نہیں بنیں گے تو باہر کیسے امین بن سکیں گے۔ جماعت کی چیز کو واپس کریں وہ آئندہ کام آئے گی۔ ایک نفسیاتی کمزوری ہے جو پھر معاشرہ کو لین دین کی بیماریوں سے بھر دیتی ہے۔ لہٰذا امانتوں کو فوراً واپس کیا کریں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اِس بار چونکہ جلسہ کے آخری روز عید الاضحیہ ہے اور قربانی دینے والے

لوگ پہلے قربانی کے لئے پیسے قادیان یا ربوہ بھجوایا کرتے تھے فرمایا امسال ایسے دوست اگر وہاں بھجوانے کی نیّت نہ کر چکے ہوں تو اس قربانی کو جلسہ کے لئے پیش کر دیں۔ پھر یہ ایک اجتماعی قربانی بن جائے گی۔

حضورِ انور نے آنے والے مہمانوں کے ضمن میں ایک پاکستانی خاتون کا برٹش ایمبیسی میں پیش آنے والا گذشتہ سال کا ایک واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ یہ مہمان خالصتاً للہ آ رہے ہیں لہٰذا ان سے دوہرا حُسنِ سلوک کرنے کی کوشش کریں اور ان کے حقوق عدل و احسان اور ایتائ ذوی القُربیٰ کی حیثیت سے پورے کرنے کی کوشش کریں۔ ان میں سے تو اکثر کبھی انگلستان آنے کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ پس آپ ان کے جذبات کے تقدّس کا اور للّٰہی جذبہ کا خیال رکھیں۔ ان ہادیوں کو معمولی نہ سمجھیں بہت سے ان میں گدڑیوں کے لعل ہیں ان سے کوئی تکلیف بھی پہنچے تو برداشت کریں آپ کو ثواب ملے گا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ر جولائی ۱۹۸۸ء بمقام لندن

تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور نے سورۃ العنکبوت کی درج ذیل آیت تلاوت کی :-

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ ؕ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ وَ اللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ○

(العنکبوت : ۴۶)

فرمایا کہ جماعتِ احمدیہ کی تاریخ کے سَو سال عنقریب پورے ہونے کو ہیں۔ جوں جوں اگلی صدی قریب آتی جا رہی ہے مَیں جماعت کو مختلف رنگ میں تربیتی امور کی طرف متوجہ کر رہا ہوں۔ ان میں سے سب سے اہم امر جس کی طرف مَیں جماعتِ احمدیہ عالمگیر کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ نماز باجماعت کے قیام کے متعلق ہے۔ نماز عبادتوں کی رُوح اور انسانی پیدائش کا مقصد ہے۔ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ارشادات متعدد بار جماعت کے سامنے رکھ چکا ہوں اور آج زیادہ توجہ نماز کی ابتدائی منازل کی طرف دلانا چاہتا ہوں کیونکہ مَیں نے مشاہدہ کیا ہے کہ جماعت کا ایک طبقہ ابھی تک نماز کی ابتدائی حالتوں پر بھی قائم نہیں ہو سکا۔ مجھے یہ دیکھ کر تکلیف پہنچتی ہے کہ ہم ابھی تک نماز کے سلسلہ میں اپنی آئندہ نسلوں کی ذمّہ داری ادا نہیں کر سکے۔ یہی وہ امر ہے جو پہلی صدی کے آخر پر میرے لئے سب سے زیادہ فکر کا موجب بن رہا ہے۔

جماعتِ احمدیہ کے قیام کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا اگر جماعت اگلی صدی میں اِس حال میں داخل ہو کہ ہماری اگلی نسلیں نماز سے غافل ہوں۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت کے اخلاص کا عمومی معیار اِس ابتلاء کے موجودہ دَور میں بہت بلند ہوا ہے لیکن یہ اخلاص اپنی ذات میں محفوظ نہیں اگر اس کو نماز اور عبادت کے برتنوں میں محفوظ نہ کیا جائے۔ عبادت کی مثال ہوا میں سانس لینے کی طرح ہے۔ جو سانس کا رشتہ زندگی سے ہے وہی رشتہ عبادت کو انسان کی روحانی زندگی سے ہے۔ نماز کم سے کم ذکرِ الٰہی ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ جو آج نمازی ہیں جب تک اُن کی آئندہ نسلیں نمازی نہ بن جائیں جماعت کے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ اِس لئے مَیں ہر بالغ مرد و عورت احمدی سے بڑے عجز کے ساتھ یہ استدعا کرتا ہوں کہ اپنے گھروں میں اپنی اولادوں کی نمازوں کی حالت کا سچ کی نظر سے جائزہ لیں۔ مجھے ڈر ہے کہ جو جواب اُبھریں گے وہ دلوں کو بے چین کر دینے والے ہوں گے کیونکہ جس حالت میں ہم آج اپنے بچّوں کو پاتے ہیں یہ ہرگز اطمینان بخش نہیں۔ آپ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ اور ارشادات سے تربیت کے موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ یہ وہ مربّی ہے جو ساری دُنیا کو زندہ کرنے پر معمور فرمایا گیا تھا۔ اس مربّی سے خود زندگی کے گُر پانے اور زندہ کرنے کے گُر سیکھنے ہوں گے۔

آپ نے کُلُّکُمْ رَاعٍ کے ارشاد سے نہایت خوبصورت انداز میں ہر ایک کو اس کی ذمّہ داری کی طرف توجّہ دلائی ہے۔ اِس لئے نظام پر انحصار کی بجائے سب سے اہم ذمّہ داری ہر گھر والے کی ہے قرآن سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ باقاعدگی سے اپنے بیوی بچّوں کو نماز کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ آپ بھی اسمٰعیلی صفت اپنے اندر پیدا کریں اور اپنی بیویوں اور بچّوں کی نمازوں کی طرف متوجّہ ہوں۔ اور یاد رکھیں کہ جب تک اِس کام کو بچپن سے شروع نہیں کریں گے یہ کام ثمر دار ثابت نہیں ہوگا۔

فرمایا: تربیت کا آغاز بچّوں کے بڑے ہونے کے وقت سے نہیں بلکہ پیدائش سے پہلے اور پیدا ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں سے پتہ چلتا ہے کہ اس تربیت کا تعلق دعاؤں سے ہے۔ آپ صرف اپنے بچّوں کے لئے ہی نہیں بلکہ آئندہ نسلوں کے لئے بھی دعا مانگیں کیونکہ ہر بات کا مرکزی نقطہ تو دعا بنتی ہے۔ دعا کے بغیر کسی کوشش کو پھل نہیں لگتا۔ خشک محنت کریں گے تو یاد رکھیں کہ خشک نمازی پیدا کریں گے۔ حقیقی عبادت کرنے والے پیدا نہیں کر سکتے۔ پس پہلی اور آخری بات یہی ہے کہ آئندہ نسلوں کو عبادت پر قائم کرنے کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ کریں۔ دعا سے عجائب کام ہوتے ہیں نصیحت کو ایک نیا شعور ملتا ہے۔ دعا سے خالی نصیحت کرنے والا نیکی کی طرف بُلانے کی بجائے بدیوں کی طرف دھکیلتا ہے۔ دعا سے عاری نصیحتیں بے اثر

ہوتی ہیں لہٰذا جماعت کو ایسا نہیں بننا۔ جماعتِ احمدیہ ساری دُنیا کے لئے آج وہ آخری نمونہ ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے کا احیاء ہے اگر یہ نمونہ جماعت میں زندہ نہ ہُوا تو ساری دُنیا ہمیشہ کے لئے مَر جائے گی۔

یہ عظیم الشان کام دعا کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ آپ اپنی نسلوں کو کبھی نمازوں پر قائم نہیں کر سکیں گے جب تک آپ اُن کے لئے درد محسوس نہیں کریں گے۔ پس اِنہیں اس طرح نمازوں کی طرف متوجہ کریں کہ وہ رفتہ رفتہ آگے بڑھیں اِس طرح دوطرفہ تربیت ہوگی۔ آپ انہیں زندگی کا پانی عطا کر رہے ہوں گے اور وہ آپ کو زندگی کا پانی عطا کر رہی ہوں گی۔

فرمایا یہ مضمون ایسا ہے کہ مَیں کبھی اِس مضمون کو بیان کرتے ہوئے تھک نہیں سکتا۔ اِس معاملہ میں میرے دل میں درد اور غم کی ایک ایسی آگ لگی ہوئی ہے کہ آپ میں سے بہت سے اس کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔ ہرگز مَیں اپنی ذمّہ داریوں کو ادا کرنے والا نہیں ہوں گا جب تک اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے مجھے یہ چَین نصیب نہ ہو جائے کہ جماعت نماز کے معاملہ میں آج سے سینکڑوں گُنا زیادہ بیدار ہو چکی ہے اور ہم اگلی صدی میں خدا کے حضور سر جُھکا کر داخل ہو رہے ہیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور ہمیں اس کی توفیق ملے۔ آمین

پیارے آقا کا محبّت بھرا اسلام

امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی ہے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تمام احبابِ جماعت کو محبت بھرا السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہتے ہیں۔

جس وقت تک بیت اللہ کی تعمیر کے تمام مقاصد پورے نہ ہو جائیں آرام سے نہ بیٹھیں

عیدالاضحیٰ کے موقع پر حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہ اللہ کا روح پرور خطاب

فرمودہ ۲۴ر جولائی ۱۹۸۸ء بمقام لندن

صبح دس بجکر چالیس منٹ پر نمازِ عید ادا کی گئی۔ اس کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ سٹیج پر تشریف لائے اور فرمایا سب حاضرین کو عید مبارک ہو۔ ان کو بھی جو یہاں حاضر نہیں ہو سکے، اُن کو بھی جو آزاد ہیں اُن کو بھی جو اسیرانِ راہِ مولیٰ ہیں۔ تمام دُنیا کے احمدیوں کو بھی۔ تمام دُنیا کے مسلمانوں کو، تمام بنی نوع انسان کو یہ عید مبارک ہو کیونکہ خانہ کعبہ کی تعمیر کے مقاصد میں تمام بنی نوع انسان کے فوائد مضمر ہیں اِس لئے یہ عید ہم سب کے لئے ایک مشترک عید ہے۔

بعد ازاں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ توبہ کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ
لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۘ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

فرمایا کہ قرآن کریم میں حجِ بیت اللہ کو جہاں تمام دُنیا کے انسانوں کے لئے فرض فرمایا وہاں اس کے مضمون پر جگہ جگہ اس رنگ میں روشنی ڈالی کہ اس کے فلسفے اور حکمت سے انسان کو خوب آگاہی ہو۔ جہاں تک

احمدیوں کا تعلق ہے ہم بالعموم اس نعمت سے محروم کر دیئے گئے ہیں مگر ایک سال بھی ایسا نہیں گزرا جب احمدی حج پر نہ گئے ہوں۔ وہاں ان کے تجارب کا ذکر سُنکر میرا دل اِس اطمینان سے بھر جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اگر کسی کا حج قبول ہوُا تو وہ احمدی ہیں۔ وہ ہر قسم کے خطرات کو مول لیتے ہوئے خدا، رسول اور ابراہیمی روایات کے عاشق بن کر حجِ بیت اللہ کا سفر کرتے ہیں۔ میرا یہ ایمان اور پختہ یقین ہے کہ اَور کسی کا حج قبول ہو یا نہ ہو اِن کا حج ضرور قبول ہوتا ہے۔ رہا اُن کا سوال جو چاہیں بھی تو ان مقاماتِ مقدسہ تک نہیں پہنچ سکتے تو خدا نے لَمْ یَخْشَ اِلَّا اللہ کہہ کر ان کے لئے تسکین کی ایک راہ اور قبولیّتِ حج کی ایک اہم بنیادی شرط بیان فرما دی ہے کہ قبولیّتِ حج کا گہرا تعلق توحیدِ الٰہی سے ہے۔ ظاہری حج خواہ کیسا ہی مکمل ہو وہ مقبول نہیں ہو سکتا جب تک انسان کی رُوح توحید سے بیت اللہ کے گرد طواف کرنا نہ جانتی ہو کیونکہ ظاہری حج اور ظاہری نیکی فی ذاتہٖ کوئی چیز نہیں۔

فرمایا: اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ کی آیت سے یہ مضمون خوب روشن ہو گیا کہ جن کو حج کی توفیق مل رہی ہو وہ اگر توحیدِ خالص اور نیک صفات سے ہی عاری ہوں تو خدا کے نزدیک حج کے ظاہری مناسک ادا کرنے والے یہ لوگ اُن حاجیوں کے برابر نہیں ہو سکتے جن کو ظاہری حج کرنے کی توفیق تو نہیں ملی مگر اس کے باوجود وہ اپنی نیکیوں کی وجہ سے خدا کے نزدیک ان ظاہری مناسکِ حج ادا کرنے والوں سے بلند مرتبہ پر ہیں۔ اِس مضمون کا پہلا روشن عملی اظہار اس وقت ہوُا جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حج اور عمرہ سے روک دیا گیا حالانکہ اِسی کی خاطر تو خانہ کعبہ تعمیر کیا گیا تھا۔ اگر وہ خانہ کعبہ کو آباد نہ کرتا تو خانہ کعبہ آباد نہیں کہلا سکتا تھا اور اس کی تعمیر کے مقاصد ہرگز پورے نہیں ہو سکتے تھے۔ اِس موقع پر صحابہؓ تو ہر لحاظ سے فدا ہونے اور لَمْ یَخْشَ اِلَّا اللہ کے مضمون کو پورا کرنے کے لئے تیار تھے لیکن وہ جس کا دل مہبطِ انوارِ الٰہی تھا اور جس کا دل وہ تخت [illegible] معراج کی تجلّی ہوئی اُس نے اِسے کسی اَور رنگ میں سمجھا اور فرمایا ہرگز نہیں، اگر تم خدا سے ڈرتے ہو تو اس کے منشاء کے خلاف مَیں تمہیں ہرگز حج کی اجازت نہیں دے سکتا کیونکہ اپنی حمیّت میں تلوار کے خوف سے آزاد ہونا تو خشیتِ الٰہی نہیں۔ خشیتِ الٰہی تو یہ ہے کہ اپنی تمام خواہشوں اور حمیّتوں کو رضائے الٰہی پر مٹ جانے دو اور اِس بات پر نظر رکھو کہ خدا کس بات پر راضی ہوتا ہے۔ پس یہ ایک مردِ خدا تھا جو تمام صحابہؓ میں ایک روشنی کے مینار کے طور پر اکیلا کھڑا ہو گیا کہ یہ حج نہیں ہو گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ شرط مقرر فرمائی ہے کہ اگر راہ میں خطرے ہوں تو حج نہیں کرنا۔ ایسے میں خدا نے محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر نظر کی اور یہ فیصلہ فرمایا کہ مجھ سے ڈرنے والا یہ بندۂ خدا ہے جس نے

ذاتی حمیتوں کی ادنیٰ بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے حج نہ کرنے کا فیصلہ میری رضا کی خاطر کیا ہے چنانچہ یہ وہ وقت تھا جب خانہ کعبہ کے مقاصد اپنی پوری شان اور عروج کے ساتھ پورے ہوئے اور وہ قربانی کی گئی جس کی خاطر اسمٰعیلؑ کو قربان کرنے کا نمونہ دکھایا گیا تھا۔

فرمایا: ہر چیز کا ایک معراج ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کا بھی معراج ہوا روزہ اور زکوٰۃ کا بھی۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ اس دن صلح حدیبیہ میں حج کا بھی معراج ہوا اور خدا نے حج نہ کرنے والوں کا حج اس شان سے قبول کیا۔ اگر ہم بھی اس سُنّتِ مصطفوی کو زندہ رکھیں تو ہمیں بھی خدا اس فیض سے محروم نہیں رکھے گا۔ بظاہر حج نہ کرنے کی وجہ سے اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے دلوں کی جو کیفیت تھی، خدا نے دلی درد کے جذبات کو جس طرح قبول فرمایا اس کا ذکر سورۃ فتح میں ملتا ہے۔ بظاہر دُنیا کی نظر میں وہ ناکام لوٹے مگر آسمان پر ایسی عزّت پائی کہ کسی ناکام لوٹنے والے نے دُنیا میں ایسی عزّت نہیں پائی تھی۔ اس وقت خدا نے آپؐ کے حج کی مقبولیّت کے ذکر پر مشتمل سورۃ نازل کی اور بتایا کہ بعض ایسے بھی حج نہ ادا کرنے والے ہیں کہ جن کا حج خدا کی نظر میں مقبول ہوتا ہے۔ حج کی قبولیّت تو یہی ہے کہ انسان کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حج ایک ایسی شان کے ساتھ مقبول ہوا کہ خدا نے فرمایا کہ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ۔ فرمایا: دُنیا میں عام حاجیوں کے حج تو سابقہ لغزشوں کی معافی کی صورت میں قبول ہوا کرتے ہیں مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رضائے باری تعالیٰ کی خاطر اپنی جان اور دل کی امنگوں پر بظاہر حج نہ کر کے ایک چھُری پھیر دی تو اس پر خدا کے پیار کی نظر پڑی اور خدا نے فرمایا کہ اس کی گذشتہ اور آئندہ آنے والی سب لغزشیں معاف۔ کیا دُنیا نے کبھی ایسا حج بھی دیکھا تھا۔ پس اے عُشّاقِ محمد مصطفٰے، اے عُشّاقِ توحیدِ الٰہی جنہوں نے لَمْ يَخْشَ إِلَّا اللّٰه کی تفسیر "محمدؐ" سے پائی، میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جب تک تم جھوٹی عزّتوں کی پرواہ کئے بغیر خدا کی خاطر اس حج سے رُکے رہو گے جس کی راہ میں تمہارے لئے خطرات درپیش ہیں تو خدا کی قسم آسمان پر محمد مصطفٰےؐ کی سُنّت کی ظِلّ کے طور پر تمہارا حج ضرور قبول کیا جائے گا، ضرور قبول کیا جائے گا اور ضرور قبول کیا جائے گا۔ پس اے وہ حاجیو جو بظاہر حج سے محروم ہو تمہیں مقبول حج مبارک ہو اور یہ عید آج کے لئے بھی مبارک ہو، کل کے لئے بھی اور آئندہ احمدیوں کی تمام نسلوں کو بھی مبارک ہو۔

اِس ضمن میں حضورِ انور نے اپنی اس مبشر رؤیا کا بھی ذکر فرمایا جس میں آپ نے حضرت امّاں جان کو یہ فرماتے ہوئے سُنا تھا کہ ہیلی کاپٹر پر بٹھا کر مجھے خانہ کعبہ کا طواف تو کروا دو (اس کا ذکر

(باقی صـ۳۲ پر)

بقیہ سال دعاؤں اور ابتہال کا سال ہونا چاہئے

اے خدا ان بشارات کو آج ہمارے حق میں بھی پورا فرما

خلاصہ افتتاحی خطاب سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ بتاریخ ۲۲ جولائی ۱۹۸۸ء

جلسہ کی افتتاحی تقریب کا آغاز مکرم لئیق احمد صاحب طاہر مربی سلسلہ کی تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا پھر مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ مربی سلسلہ نے حضرت بانیٔ سلسلہ کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سُنایا۔ اس کے بعد حضورِ انور نے مکرم امری عبیدی صاحب مرحوم سابق وزیرِ انصاف تنزانیہ کے بیٹے مکرم بکر عبید صاحب متعلم جامعہ احمدیہ کو اس تعارف کے ساتھ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا منظوم کلام پیش کرنے کے لئے بُلایا کہ انہوں نے ایک دفعہ مجھے ایک کیسٹ بھیجی تھی جس میں حضرت بانیٔ سلسلہ کی اُردو نظمیں انہوں نے اپنی آواز میں ریکارڈ کی ہوئی تھیں۔ ایک افریقن کی زبان سے ایسی شُستہ اُردو میں اِس طرح اپنا دل ڈال کر حضرت بانیٔ سلسلہ کا کلام سُنا تو میرے دل پر بڑا گہرا اثر ہوا۔ چنانچہ میں نے آج انہیں نظم پڑھنے کے لئے بلایا ہے۔ اِس پر انہوں نے نہایت ترنّم اور خوش الحانی سے ع

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے

والی نظم پڑھ کر سُنائی۔ اس کے بعد حضور نے اپنے افتتاحی خطاب سے نوازا۔

آپ نے تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ برطانیہ کی جماعت کا یہ پانچواں ایسا جلسہ ہے جس میں مَیں اور آپ شرکت کی توفیق پا رہے ہیں۔ جلسہ سالانہ کے دَوران اپنی دعاؤں میں اِس دعا کو بھی شامل رکھیں کہ گو بار بار مجھے اِس نہایت پیاری اور ایثار کی رُوح رکھنے والی جماعت میں آنے کی توفیق ملتی رہے مگر میرا آئندہ جلسہ مرکزِ احمدیت ربوہ میں ہو (آمین) اور وہ ہزارہا، لکھوکھا احمدی جو اِس جلسہ میں شرکت کی بے قرار تمنّا رکھتے ہیں جس میں مَیں شامل ہوتا ہوں لیکن اپنی کم مائیگی کے باعث

شرکت سے مجبور ہیں اور ترستے اور تڑپتے رہتے ہیں ان کی تمنّائیں پوری ہوں اور میری یہ تمنا بھی پوری ہو کہ اُن کے چہروں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے ان سے خطاب کروں (آمین) یہ جلسہ احمدیت کی پہلی صدی کے آخری سال کا جلسہ ہے۔ اِس پہلو سے اسے ایک خاص تاریخی اہمیّت حاصل ہے لیکن اِس پہلو سے بھی یہ جلسہ غیر معمولی اہمیّت اختیار کر گیا ہے کیونکہ یہ احمدیت کی صدی کے اس آخری سال کا جلسہ ہے جس میں خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے خاص فضل اور نصرت کے ساتھ تمام معاندینِ احمدیت کو مباہلہ کا چیلنج دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ سب سے پہلا مباہلہ جو حضرت بانیٔ سلسلہ نے معاندین سے کیا اس کے متعلق کچھ اختلاف ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ ۱۰ر دسمبر ۱۸۹۲ء کو آپ نے مباہلہ کا جو چیلنج دیا کہ اس کے متعلق یہ وضاحت فرمائی کہ اس مباہلہ پر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بطورِ خاص مامور کیا گیا ہوں اور اس مباہلہ کے نتیجہ میں جو واقعات رونما ہوں گے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مجھے بکثرت نشانات عطا فرمائے ہیں۔ اس کے بعد لمبے عرصہ تک مباہلوں کا سلسلہ جاری رہا اور پھر بیچ میں ایک لمبے عرصہ تک اِس پہلو سے منقطع رہا کہ جماعتِ احمدیہ کے خلفاء کی طرف سے معاندین کو کوئی اجتماعی چیلنج نہیں دیا گیا اِس پہلو سے مَیں نے آج کے افتتاحی خطاب کے لئے اس مباہلے کو بطور موضوع اختیار کیا ہے۔ اگرچہ ابھی آغاز ہے اور خصوصیت کے ساتھ یہ بقیہ سال دعاؤں اور ابتہال کا سال ہونا چاہیئے لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ ابھی اس مباہلہ کے چیلنج کو ایک ماہ بھی نہ گزرا تھا کہ خدا تعالیٰ نے ایک حیرت انگیز نشان ظاہر کیا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ کس شدّت سے اُن کے دل پر مباہلہ کے اِس پہلے پھل کی چوٹ پڑی ہے۔ آپ سب جانتے ہیں کہ مباہلے کا یہ چیلنج جمعۃ المبارک ۱۰ر جون کو دیا گیا تھا جو جماعت کی تاریخ میں ایک تاریخی دن ہے اور پھر اُسے بعد میں چھپوا کر مشتہر کیا گیا اور اندرون اور بیرونِ پاکستان میں بھی اس کی خبریں شائع ہوئیں۔ عین ایک ماہ بعد ۱۰ر جولائی کو وہ شخص پاکستان پہنچ گیا جس کے قتل کا مجھ پر الزام لگایا جاتا تھا اور ساری جماعت کو ملزم ٹھہرایا گیا اور کئی قِسم کے مظالم کا نشانہ بھی بنایا گیا۔ خدا کی کونسی تقدیر اس کو گھیر کر لائی اس میں بہت سے راز ہیں جو ابھی مخفی ہیں لیکن آپ یقین رکھیں کہ جوں جوں اس سے پَردہ اُٹھے گا اور بھی زیادہ دشمن کی رُسوائی کے سامان مہیّا ہوتے رہیں گے۔

اِس موقع پر حضور نے یاد دہانی کے طور پر اسلم قریشی اور اس کی حیثیّت سے آگاہ کیا اور بتایا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے ایم ایم احمد (صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب) پر حملہ کیا تھا۔ خدا نے اُن کو تو اس سے بچا لیا مگر یہ صاحب بعد میں بے بدل عاشقِ رسول کا خطاب پا کر اچانک "مولانا"

بن گئے۔ اس کے بعد مَیں نے دیکھا کہ اخبارات میں ان کے غائب ہونے کی خبروں کی ایک مہم شروع ہوئی اور شاید ہی کوئی ایسا دن آیا ہو جب اخبارات میں بشدّت یہ مطالبہ نہ آیا ہو کہ مرزا طاہر احمد امام جماعتِ احمدیہ اسلم قریشی کا قاتل ہے اس نے اسے اغوا کیا اور قتل کیا اور قوم اس کے خون کے بدلہ میں اسے کیفرِ کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کرتی ہے۔ اور پھر اس تحریک میں ایک نئی قوّت پیدا ہوتی چلی گئی اور اس کے نام پر جماعت کے خلاف مسلسل ظلموں کی ایک مہم شروع ہو گئی اور ایسا وقت بھی آیا کہ واضح طور پر حکومت اِس تحریک میں ملوّث معلوم ہونے لگی۔ میرے پاکستان سے آنے کے وقت تک اس پر چودہ ماہ گزر چکے تھے۔ میرے چلے آنے کے بعد بھی جماعت کو بہت طعنے دیئے گئے اور دِل آزاری کی باتیں کی گئیں۔ درحقیقت میرے وہاں سے چلے آنے یا واپس جانے کا کوئی دُور کا بھی تعلق اس شخص کی گمشدگی یا برآمدگی سے نہیں۔ امام جماعتِ احمدیہ ایک جماعت کا امام نہیں بلکہ پوری دُنیا کی ذمّہ داری اس پر ہے اور اس وقت تک جماعتِ احمدیہ کا امام ایک سو سترہ ممالک کے انسانوں کا امام بن چکا ہے۔ اِس لئے کِسی امام کو کسی ایک ملک کے اندر محدود نہیں کیا جا سکتا اور کسی ایسے ملک میں جماعتِ احمدیہ کا کوئی امام نہیں رہ سکتا جہاں وہ کھُلے بندوں اپنے فرائضِ منصبی ادا کرنے سے قاصر ہو۔

بعد ازاں حضور نے اسلم قریشی کی گمشدگی کے نتیجہ میں چلنے والی مہم کی تفصیلات مولویوں کے بیانوں اور اخباری خبروں کی روشنی میں بیان کیں۔ حضور مختلف مولویوں کے حوالے پڑھ کر اُن پر تبصرہ بھی فرماتے رہے۔ آپ نے واضح فرمایا کہ یہ بیانات اِس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ ہی صرف وہ جماعت ہے جو اپنے امام کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کرتی۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ سب باتیں جماعت کے خلاف ایک گہری سازش کا پتہ دے رہی ہیں جس کے ذریعہ خلافتِ احمدیہ پر حملہ اور جماعت کو اس کی مرکزیّت سے محروم کرنا مقصود تھا۔

حضور نے فرمایا خدا نے جب مجھے مباہلہ کا چیلنج دینے کی توفیق دی مَیں نے اس میں بطورِ خاص یہ بات لکھی کہ تم مجھے بحیثیّت امام جماعتِ احمدیہ اسلم قریشی نامی ایک شخص کا قاتل قرار دیتے ہو اِس لئے مَیں تمہیں یہ چیلنج دیتا ہوں کہ اِس الزام میں جو جھُوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت۔ ابھی مجھے اِس چیلنج کو دیئے پورا ایک ماہ ہوُا تھا کہ یہ شخص ایران سے آنمودار ہوُا اور آئی جی پنجاب نے ایک پریس کانفرنس میں اس کا انکشاف کیا۔ یہ خبر چونکہ سب معاندین کو ذلیل و رُسوا کرنے والی تھی اِس لئے اِس انکشاف پر انہیں ایک آگ سی لگ گئی اور بوکھلاہٹ میں عجیب و غریب بیان دینے لگ گئے۔

حضور نے اخبارات میں شائع شدہ مولویوں کے بیانات اِس ضمن میں پڑھ کر سُنائے کہ جن میں

ان کے دلوں کی چور باتیں ان کی زبانوں پر آرہی ہیں مگر علمائے دین کہلانے اور اپنے جھوٹ سے خوب واقف ہونے کے باوجود یہ باز نہیں آرہے اور مباہلہ کی سچائی ظاہر ہونے کے بعد اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دعوتِ مباہلہ سے فرار کے بہانے ڈھونڈتے جا رہے ہیں۔ کبھی ربوہ کے اقصیٰ چوک یا گولبازار میں یا کبھی مدینہ میں اور کبھی ساؤتھ افریقہ یا لندن میں مباہلہ کے انعقاد کی باتیں کی جارہی ہیں حالانکہ یہ جانتے ہیں کہ مباہلہ کے لئے کسی میدان کا ہونا ضروری نہیں۔

حضور نے فرمایا میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر وہ دروغ گوئی سے باز نہ آئے اور فرار کے ایسے بہانے ڈھونڈتے رہے کہ دوسروں کو بھی گمراہ کریں تو خواہ فرار ہونے کی کوشش بھی کریں لعنتیں ان کا پیچھا نہیں چھوڑیں گی۔

حضور نے مولوی منظور احمد چنیوٹی کی بے باکیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے یہ اعلان شائع کروایا تھا کہ اسلم قریشی کی گمشدگی کے سلسلہ میں مرزا طاہر احمد کو شاملِ تفتیش کیا جائے۔ ہم نے حکومت کو چھ آدمیوں کے نام تفتیش کے لئے دئے تھے جن میں مرزا طاہر احمد بھی شامل ہے۔ اگر چھ میں ملزم برآمد نہ ہو تو ہم سربازار گولی کھانے کو تیار ہیں۔ حضور نے فرمایا پس یہ بات تو کھل گئی کہ ان چھ میں سے تو ان کا ملزم گرفتار نہیں ہوا۔ اگر عالمِ دین ہیں اور سچائی سے کچھ تعلق ہے تو سربازار گولی کھانے کے لئے حکومت کے سامنے اپنے آپ کو پیش کر دیں اور سچے ہو کر دکھائیں۔ جب تک یہ سربازار گولی نہیں کھاتے خدا کی تقدیر کی گولی انکو لگ چکی ہے اور یہ کبھی زندہ نہیں ہو سکتے۔

آخر پر حضور نے حضرت بانیٔ سلسلہ کو ۱۸۹۲ء کے مباہلہ کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی خدائی بشارات پڑھ کر سنائیں تا کہ احباب نہایت الحاح سے یہ دعا کریں کہ

> اے خدا ان بشارات کو آج ہمارے حق میں بھی پورا فرما کیونکہ ہم نے بھی خالصۃً اپنے نفسوں سے پاک اور آزاد ہو کر تیری رضا اور حمیّت کی خاطر یہ مباہلہ کیا ہے اور کامل طور پر تجھ پر توکّل کرتے ہیں۔ تو آج ان بشارتوں کو ہمارے حق میں بھی ظاہر فرما تا کہ دنیا پر خوب کھل جائے کہ دین کس کا دین ہے اور جھوٹ کس کے ساتھ ہے۔

اس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کروائی۔

مَیں اِک غریب تھا مجھے بے اِنتہاء دیا

● ۱۱۷ ممالک میں جماعت کا نفوذ ● امسال ۴۱۲ نئی جماعتوں کا قیام
● ۱۰۷ بیوت الذکر کی تعمیر ● ۱۲۱ بیوت الذکر تعمیر شدہ خدا نے عطا کیں
● سمرا کی چیف ڈم کے ۹۴ گاؤں سے ۵۷۶۵ افراد کا قبولِ احمدیت
● امریکہ میں ۲۲ اور افریقہ میں ۱۷۵ نئے مراکز کا اجراء ● اگلے سال تک پچّاس زبانوں میں قرآن مجید باترجمہ پیش کرنے کا عظیم الشّان منصوبہ

پیارے امام کے جماعت پر احسانات الٰہیہ و عنایاتِ ربّانیہ کے تذکرہ پر مشتمل

ایمان افروز خطاب کا خلاصہ

جلسہ سالانہ جماعتِ احمدیہ انگلستان کے دوسرے روز کے دوسرے اجلاس میں حضورِ انور نے جماعتِ احمدیہ پر دورانِ سال نازل ہونے والے افضالِ الٰہیہ کا تذکرہ کیا۔ اس کے خلاصے سے پہلے دوسرے روز کے دیگر غیر مسلم مہمانوں کا تذکرہ بھی ضروری ہے۔ ان مہمانوں میں ریورلی بورو کے ڈپٹی میئر جو آئندہ سال میئر ہوں گے وہ بھی جلسہ میں شریک ہوئے اور اپنا انٹرویو بھی ریکارڈ کروایا۔ انہیں قرآن کریم کا تحفہ بھی پیش کیا گیا۔ یہ بہت اچھا اثر لے کر واپس گئے اور کہا کہ اگر آئندہ سال بھی انہیں بُلایا گیا تو یہ ان کی خوش قسمتی ہوگی۔ اِسی طرح ریورلی بورو کے ڈائریکٹر ہیلتھ بھی تشریف لائے اور ہمارے ساتھ کھانے میں بھی شریک ہوئے۔ اتنے بڑے مجمع میں صفائی کے معیار کو انہوں نے بہت ہی سراہا، متأثر اور خوش بھی ہوئے ہمارے انتظامات سے۔ اس کے علاوہ ہنسلو بارو کونسل کے چار کونسلر، ڈپٹی ڈائریکٹر

آف ایجوکیشن،" HEAD OF RELIGIOUS DEPARTMENT" اور دیگر معززین بھی تشریف لائے اور جلسہ کے انتظامات کو دیکھا۔ سارا وقت حضور انور کے خطاب کے دَوران جلسہ گاہ میں حاضر رہے اور بہت خوشی کا اظہار کیا۔ انہی میں سے ایک سکھ آفیسر نے اپنے جذبات کا اور اپنے تاثرات کا اظہار اِن الفاظ میں کیا کہ آپ کے لیڈر پر خدا کا ہاتھ نظر آتا تھا۔ ان کے کسی لفظ میں کسی کے خلاف کچھ نہ تھا۔ اور ایسا لیڈر خدا کا ایک خاص فضل ہوتا ہے جو اللہ نے آپ پر نازل کیا ہے۔ اِس وقت تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۵۵ ممالک سے ۵۰۴۹ مہمان جلسہ میں شرکت فرما رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو خطاب فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے :۔

حضور نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا چند سال پہلے جب پاکستان میں اِس مخالفت کا آغاز ہوا جس کا سِلسلہ ابھی تک جاری ہے تو آغاز ہی میں مَیں نے یہ مضمون خوب کھول کر بیان کیا تھا اور احمدیت کے دشمنوں کو خوب اچھی طرح متنبہّ کیا تھا کہ آپ جتنا چاہیں دُکھ ہمیں پہنچاویں، جتنے کانٹے چاہیں راہ میں بوئیں لیکن ایک بات یاد رکھیں کہ خدا کے فضلوں کی راہ آپ روک نہیں سکتے۔ اگر خدا کسی پر اپنی رحمتوں کی بارشیں برسانے کا فیصلہ کرے تو ناممکن ہے کہ دُنیا کی کوئی طاقت خدا کے فضلوں اور ان لوگوں کی راہ میں حائل ہو سکے جن پر خدا اپنے فضل نازل فرمانے کا فیصلہ کر لیتا ہے۔ اس کے بعد سے ہم مسلسل خدا کے فضلوں کی اس عالمگیر بارش کا مشاہدہ کرتے چلے آرہے ہیں اور آئندہ بھی ہمیشہ کرتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

حضور نے فرمایا جلسے کے دوسرے دن کی یہ تقریر اِسی مضمون کے بیان کے لئے وقف ہوا کرتی ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بے شمار ایسی باتیں ہیں جو بیان کرنے والی ہیں جن کے ذکر سے احمدیوں کے دل بڑھیں گے اور خدا کا ذکر شُکر کی صورت میں دلوں سے بلند ہو گا وہاں ایک مجبوری بھی ہے کہ بڑھتے ہوئے فضلوں کے ساتھ ہم انہیں سمیٹنے سے قاصر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور مَیں سمجھتا ہوں کہ آئندہ ان بڑھتے ہوئے فضلوں کا محض ایک معمولی خلاصہ ہی پیش کیا جاسکے گا۔

اِس تمہید کے بعد حضور نے اِس سال کے دَوران جماعت پر نازل ہونے والے افضالِ الٰہی کا ذکر فرمایا اور سب سے پہلے دُنیا میں جماعت کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اِس سال تک ۱۱۱ ممالک میں جماعت قائم ہو چکی ہے۔ امسال جن پانچ نئے ممالک میں جماعت قائم ہے ان میں ٹونگا، ساؤتھ کوریا، مالدیپ، گیبون اور سالومن آئی لینڈ شامل ہیں۔ خدا کے فضل سے بعید نہیں کہ اِس سال کے آخر تک یا اگلی صدی کے شروع میں یہ تعداد ۱۲۵ ممالک تک پہنچ جاوے۔

سو ممالک میں احمدیت قائم کرنے کے منصوبے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ چند سال پہلے تک جن ۸۰ ممالک میں احمدیت نافذ ہو چکی تھی ان کے سپرد اس منصوبہ کے تحت ۶۵ ممالک کئے گئے اور اس وقت تک ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے ٹارگٹ سے بڑھ کر سترہ زائد ملکوں میں جماعت قائم کر چکے ہیں اور باوجود مخالفتوں کے جماعت تیزی سے پھیلتی جا رہی ہے۔ یہ ۶۵ ممالک جن کے سپرد کئے گئے تھے اُن میں اللہ کے فضل سے گیمبیا سرِ فہرست ہے اور اپنے سپرد تینوں ملکوں میں جماعت قائم کر چکا ہے دیگر سو فیصد ٹارگٹ پورا کرنے والے ممالک غانا، سیرالیون، تنزانیہ، زائر و ناروے شامل ہیں جبکہ امریکہ، سرینام، ہالینڈ، بیلجیئم اور ڈنمارک نے اپنے سپرد ممالک میں بالکل نفوذ نہیں کیا۔

حضور نے فرمایا ممالک کے اندر جماعتوں میں اضافہ کے منصوبہ کے تحت امسال ۴۱۲ نئی جماعتیں مختلف ممالک میں قائم ہوئی ہیں اور اس منصوبہ کے اعلان سے اب تک یعنی گزشتہ تین سال میں ۹۲۴ نئے مقامات پر جماعت قائم ہو چکی ہے۔ نئی جماعتیں قائم کرنے والے ان ممالک میں سرِ فہرست سیرالیون ہے۔ پھر گیمبیا، پھر بھارت، سینیگال، مغربی جرمنی، غانا، زائر، کینیا، یوگنڈا، تنزانیہ، لائبیریا، نائیجیریا وغیرہ ممالک شامل ہیں۔ اس سلسلہ میں بہت ہی دلچسپ اور ایمان افروز واقعات ملتے رہتے ہیں اور حیرت انگیز طریق سے خدا تعالیٰ اپنے فضل سے شدید مخالفتوں میں مؤید پیدا فرما دیتا ہے اور داعین اِلی اللہ کے ذریعہ نئی جماعتوں کا قیام ہو رہا ہے۔

نئی بیوت الذکر کے قیام کی سکیم کے تحت اب تک ۱۰۷ بیوت الذکر تعمیر ہو چکی ہیں ۵۹ زیرِ تعمیر ہیں اور ۱۲۱ بنی بنائی بیوت الذکر خدا نے عطا کیں اور گاؤں کے گاؤں بیوت الذکر اور اماموں سمیت احمدی ہو گئے۔

تحریک دعوتِ اِلی اللہ کے ذکر میں فرمایا کہ اس کے تحت سیرالیون میں عظیم الشان کامیابی نصیب ہوئی ہے اور صرف ایک ہفتہ کے اندر سمرا کی چیف ڈم کے ۹۴ گاؤں سے ۵،۶۵ احمدی ہوئے اور ۸۰ بنی بنائی بیوت الذکر جماعت کو عطا ہو گئیں اور اس طرح خدا ہمیں یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کے نظارے دکھا رہا ہے۔ اس علاقہ کے چیف بھی جلسہ پر تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اس موقع پر حضور نے انہیں سٹیج پر آنے کی دعوت دی تو نعروں کی گونج میں انہوں نے سٹیج پر تشریف لا کر اپنی زبان میں اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد حضور نے دعوتِ اِلی اللہ کے سلسلہ میں مختلف ایمان افروز واقعات بھی بیان فرمائے اور بتایا کہ اب تو اللہ تعالیٰ نے پیمانے اتنے بڑھا دیئے ہیں کہ چالیس پچاس بیعتوں کی باتیں بالکل معمولی نظر آتی ہیں۔ تاہم جتنی کشادہ راہیں خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے کھولی ہیں اور

دلوں کو تیار فرما دیا ہے ہم ابھی پوری طرح اس سے استفادہ نہیں کر رہے۔

بیعتوں کے ضمن میں حضور نے فرمایا کہ گزشتہ سالوں میں ہر سال ان میں دُگنے کا اضافہ ہوتا رہا مگر امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سال سے دُگنے کی بجائے تین گنا اضافہ ہوا ہے۔

مراکزِ احمدیت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ امریکہ میں اس سلسلہ میں نمایاں کام ہوئے ہیں۔ اب تک ۲۲ مراکز قائم ہو چکے ہیں۔ اسی طرح کینیڈا میں بھی چھوٹے یا خستہ حالت والے مشنوں کو وسعت دینے کی توفیق ملی ہے۔ برِّ اعظم افریقہ میں بھی جماعت کے نئے تبلیغی مراکز آگے بڑھ رہے ہیں اور افریقہ کے اٹھارہ ممالک میں اب تک ان کی کُل تعداد ۱۷۵ ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ وسیع قطعات کی تعداد ۹۰ ہے۔ برِّ اعظم یورپ کے مراکز تو اپنی وسعت کے اعتبار سے بہت آگے بڑھ چکے ہیں اور پُرانے مشنز سے ان کو کوئی نسبت ہی نہیں رہی اور یہ کام ابھی جاری ہے۔ چنانچہ سپین، پرتگال، فرانس، اٹلی، جرمنی میں مزید جگہوں کے حصول کی کوشش جاری ہے اور اس غرض کے لئے پیسہ جماعت کے پاس موجود ہے۔

حضور نے فرمایا سمعی بصری شعبہ میں بہت عظیم الشان کام ہوا ہے۔ یہ انگلستان کے رضاکاروں کی ایک ٹیم ہے جس نے بہت سا کام سنبھالا ہوا ہے۔ مجموعی طور پر انہوں نے ۵۷۰۲ گھنٹے کام کیا اور ۲۳٫۰۰۰ کیسٹس تیار کر کے مختلف ممالک کو بھجوائیں۔ خطبات کے ذریعے جو ساری دُنیا سے رابطہ ہے اس سے جماعت میں بیداری پیدا ہو رہی ہے اور نئے نئے پھل لگ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب فرنچ، ڈچ، جرمن، سویڈش، عربی، ڈینش نیز کینیا، غانا، نائیجیریا اور بعض دوسرے ممالک کی زبانوں میں خطبہ جمعہ کا پورے کا پورا رواں ترجمہ ہو کر انہیں ان کی زبانوں میں سُنایا جا رہا ہے اور یہ کام بھی بہت وسیع ہو گیا ہے۔

حضور نے فرمایا جماعتِ احمدیہ کی عالمی حیثیت ایک جماعت کے طور پر مزید اُبھرتی جا رہی ہے۔ اس کا تشخص واضح ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہ قدرتِ ثانیہ کی مرکزیّت کا ایک پھل ہے۔ خدا نے اپنے فضل سے ہمیں یہ نعمت عطا کی ہے کہ اُس نے دوبارہ ہمیں مرکزیّت عطا فرما دی ہے اور تمام دُنیا کی جماعتیں اس مرکزیّت کے گرد ایک نیا تشخص پا رہی ہیں اور جماعتِ احمدیہ خواہ وہ کسی ملک کی ہو جماعتِ احمدیہ کے طور پر اُبھر رہی ہے یہاں تک کہ بعض بڑے بڑے سکالرز جماعت کی حیثیت سے متاثر ہو رہے ہیں اور امام اور جماعت کی ایک دوسرے سے باہمی محبّت کو دیکھ کر ایک کینیڈین سکالر نے مجھے بتایا کہ یہ جماعت اب مرنے اور ہارنے والی جماعت نہیں ہے۔ دوسرا انہوں نے بتایا کہ اس کا ایک عالمی تشخص بن چکا ہے

جو ہر دوسرے تشخص سے اس کو ممتاز کر رہا ہے۔ گویا جماعتِ احمدیہ دُنیا میں ایک جزیرہ قائم کر چکی ہے۔ جس ملک کی بھی جماعتِ احمدیہ ہو وہ دراصل اس ملک کے اس جزیرے کی جماعت احمدیہ ہے۔ ایک قسم کا کردار، ایک قسم کی عادتیں، خلوص اور مزاج پیدا ہو رہا ہے اور ایک نئی قوم پیدا کی جا رہی ہے۔ حضور نے فرمایا یہ دونوں باتیں بالکل سچی ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب تک یہ دونوں صفات خدا کے فضل و رحم کے ساتھ جماعت میں قائم رہیں گی اس وقت تک جماعت زندہ رہے گی اور زندگی میں بڑھتی چلی جائے گی۔

حضور نے فرمایا اشاعتِ لٹریچر کا کام بھی تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے مختلف مشنز کو ۹۴۶۰۸ پونڈز کے قرآن کریم کی ترسیل کے نتیجہ میں ۷۰،۰۰۰ پونڈز کی وصولی ہو چکی ہے۔ روحانی خزائن کے تین ہزار سیٹ شائع ہوئے تھے اُن میں سے ۲۷۵۶ مختلف جماعتوں کو بھجوائے جا چکے ہیں جن کی قیمت ۴،۹۲۱۰ پونڈز بنتی ہے لیکن وصولی میں ابھی جماعتیں پیچھے ہیں اور ۲،۲۱،۰۰۰ کی وصولی ہوئی ہے دیگر کتب ۱،۵۳،۸۲۶ کی تعداد میں بھجوائی جا چکی ہیں۔ کتبِ سلسلہ خریدنے کا رجحان بھی بڑھ رہا ہے اور گزشتہ سال ۲۶۴۲۰ کتبِ سلسلہ فروخت ہوئی ہیں۔ بین الاقوامی بُک فیئرز میں شمولیت کے نتیجے میں بھی بہت اچھے پھل اور رابطے مل رہے ہیں۔ ایسے ممالک میں جہاں ہم دعوتِ الی اللہ کی کوئی راہ نہیں پاتے تھے اور لٹریچر بھجوانے کا کوئی ذریعہ میسّر نہیں تھا وہاں بُک فیئرز کے نتیجہ میں ایسے رابطے پیدا ہوئے ہیں کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وسیع مطالبے شروع ہو گئے ہیں۔ امسال جماعت نے پولینڈ، سینیگال، سوئٹزرلینڈ اور کینیڈا میں منعقدہ بُک فیئرز میں شرکت کی ہے اور اس کے علاوہ جماعت اپنے طور پر بھی مختلف ممالک میں بُک سٹال لگا رہی ہے اور اس میں جرمنی اور ناروے کو استقلال کے ساتھ مسلسل خدمت کی توفیق ملی ہے۔ علاوہ ازیں امسال سترہ ممالک نے ۱۹۳ نمائشوں کا اہتمام بھی کیا۔ ان نمائشوں کے ذریعے ۷۳۴۶۵ زائرین سے تعارف ہوا جن میں سے بعض کے ساتھ رابطے بھی قائم ہو چکے ہیں۔

رشین، عربک، چائنیز اور ٹرکش ڈیسک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے ذریعہ دن بدن ہمارے رابطے مضبوط ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ان زبانوں میں کتابیں، رسالے اور کیسٹس تیار ہو رہی ہیں اور خدا کے فضل سے بڑے وسیع پھل لگ رہے ہیں۔ اور جب سے عربی رسالہ "التقویٰ" کا اجراء ہوا ہے اس وقت سے اَور بھی نئے نئے رستے کھل رہے ہیں۔ پس ان سب ڈیسکوں اور بالخصوص عربک ڈیسک کے لئے خصوصی دعائیں کریں۔

مجلس نصرت جہاں مغرب و مشرق کے افریقن ممالک میں پھیلی پڑی ہیں۔ اس وقت اس سکیم کے تابع

۲۶ ہسپتال مختلف ممالک میں کام کر رہے ہیں اور جماعت کے ڈاکٹرز کی ایسوسی ایشن کو بھی خدا اس میں ہاتھ بٹانے کی توفیق عطا فرما رہا ہے ۲،۲۱،۰۰۰ مریضوں کا گزشتہ سال علاج کیا گیا ہے جن میں سے ۱۳،۹۴۰ مریضوں کا بالکل مفت علاج کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ہسپتالوں کے معیار کے مقابل پر شفا کا معیار غیر معمولی طور پر بلند ہے اِس لئے کہ انسان کے ہاتھ کی چالاکی کا دخل نہیں یہ محض خدا کی رحمت کا ہاتھ ہے جو یہ اعجاز دکھا رہا ہے اور اللہ کے فضل سے یہ سکیم دن بدن آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ نصرت جہاں کا بجٹ اب بارہ کروڑ ستاون لاکھ ہو چکا ہے اور جس طرح مَیں ہسپتالوں کا جال پھیلانا چاہتا ہوں چند سالوں میں یہ بجٹ ایک ارب تک اور اس سے بھی آگے بڑھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ سکول افریقہ میں اعلیٰ معیار کا ایک نشان بن چکا ہے اور اتنا زیادہ نیک اثر ہے ان سکولوں کا کہ عیسائیوں تک کے بچے احمدیت سے محبت رکھنے لگ پڑے ہیں۔

تراجم قرآن کریم کے سلسلہ میں حضور نے یہ خوشخبری دی کہ اِس سال چار نئی زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع ہوا ہے اور اِس طرح اب تک بیس تراجم جماعتِ احمدیہ کی طرف سے شائع ہو چکے ہیں، اور انشاء اللہ آئندہ سال تک پچاس زبانوں میں مکمل ترجمہ شائع ہو جائے گا۔ چالیس زبانوں میں منتخب آیاتِ قرآنیہ کا ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے اور عنقریب انشاء اللہ ان کی تعداد ۱۱۷ ہو جائے گی۔

فرمایا: ۶۲۵ مرکزی مربیان و معلمین خدا کے فضل سے ساری دُنیا میں وقفِ زندگی کی رُوح کے ساتھ اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں۔

تحریک وقفِ نَو کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ مَیں نے اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتے ہوئے کہا تھا کہ پیدائش سے پہلے وقف کئے گئے بچوں کی اکثریت نرینہ اولاد ہو گی چنانچہ اب تک کے اعداد و شمار کے مطابق جو ۶۵۵ بچے پیدا ہوئے ہیں ان میں سے ۵۰۱ لڑکے اور ۱۵۴ لڑکیاں ہیں۔ اِس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری بات پوری کر دی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

جماعتِ احمدیہ کی خدماتِ دینیہ کے مقابل پر حضور نے معاندینِ احمدیت کی "خدماتِ دینیہ" کا بھی ایک جائزہ پیش کیا جس کے مطابق پاکستان میں ۱۲۵ احمدیوں کو مسلمان کہنے پر قید کیا گیا۔ ۵۸۸ احمدیوں کو کلمہ کا بیج لگانے پر قید کیا گیا ۱۷۸ احمدیوں کو تبلیغ و تقسیم لٹریچر کے جرم میں قید میں ڈالا گیا ۲۲۱ احمدیوں کو اپنی بیوت الذکر پر کلمہ طیبہ لکھنے پر قید کیا گیا ۲۰۴ احمدیوں کو اذان کہنے کے جرم میں قیدی بنایا گیا ۶۲ احمدیوں کو دیگر شعائرِ اسلامی کے جرم میں قید کیا گیا۔ احمدیوں پر توہینِ رسالت کے مقدمے کر کے انہیں گرفتار کیا گیا جبکہ توہینِ رسالت کی سزا موت ہے ۲۱۴ احمدیوں کو متفرق جھوٹے

الزامات میں قیدی بنایا گیا۔ گزشتہ چار سال میں ۴۲۱ احمدیوں کو مختلف مقدمات میں ملوث کرکے جیلوں میں گھسیٹا گیا۔ کلمہ طیبہ پڑھنے کے جرم میں اب تک ۵۲ سال قید اور انہتر ہزار روپے جرمانے ہو چکے ہیں۔ السلام علیکم کہنے پر چھ ماہ قید اور پندرہ سو روپے کے جرمانے ہو چکے ہیں۔ جماعتِ احمدیہ اور اُن کے معاندین کی خدمات کا موازنہ کرنے کے بعد اگر کوئی شخص سچے اور جھوٹے میں فرق نہ کرسکے تو ایسے شخص پر بہت افسوس ہے اور سوائے دعا کے اس کا کوئی علاج نہیں۔

آخر پر حضور نے دُنیا کے مختلف ممالک میں رونما ہونے والے ایمان افروز واقعات کا ذکر کیا اور اِس امر کو واضح فرمایا کہ خدا تعالیٰ جماعتِ احمدیہ کی تائید اور نصرت کے نشانات دکھا کر جماعتِ احمدیہ کی سچائی کا اعلان کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طور پر شکر کی توفیق دے اور مخالفین کو عقل و سمجھ عطا فرمائے۔

اس کے بعد شام ½ ۷ سے ½ ۹ بجے تک ملاقاتوں کا پروگرام تھا جس میں مشرقِ بعید کے ممالک اور مشرق اوسط کے ممالک اور بعض دیگر ممالک کے مہمانوں نے حضور سے ملاقات کا شرف پایا۔ اِس موقع پر تین افراد نے حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کی سعادت بھی پائی۔ ان میں جیون میک ولیم امریکن ہیں جو خاص طور پر بیعت کے لئے امریکہ سے تشریف لائے اور ان کے علاوہ دو عرب الجیرین نوجوانوں کو بھی حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کی توفیق اور سعادت ملی۔

خلاصہ خطبہ عید الاضحیٰ —— (بقیہ صہ ۲۱)

حضور انور نے پہلے بھی ایک خطبہ میں کیا تھا) فرمایا: مجھے نظر آرہا ہے کہ آسمان پر ایسے فیصلے ہوئے ہیں کہ دُنیا کی تدبیریں خدا کی تقدیر کے تابع بدل دی جائیں گی۔ اس کے بعد حضور انور نے بعض دعاؤں کی طرف توجہ دلائی جن میں تمام دُنیا کے انسانوں پر نزولِ رحمت اور خانہ کعبہ کے مقاصد کی تکمیل کی دعا شامل ہے۔ فرمایا اِس کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اور جس وقت تک بیت اللہ کی تعمیر کے تمام مقاصد پورے نہ ہو جائیں اُس وقت تک آرام سے نہ بیٹھیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اِس سے زیادہ عظمت کی تعلیم عورت کے متعلق تصوّر میں بھی نہیں آسکتی

جلسہ سالانہ انگلستان ۱۹۸۸ء کے دوسرے روز حضرت امام جماعتِ احمدیہ کا خواتین سے خطاب

۲۳ر جولائی دوسرے دن حضرت امام جماعتِ احمدیہ نے خواتین کے جلسہ سے خطاب فرمایا۔ حضور نے اپنے اِس خطاب میں لجنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ گذشتہ دو سال سے مَیں (ہمارے دین) میں عورت کے مقام پر آپ سے خطاب کر رہا ہوں کہ ہمارا دین عورت کو مذہب میں خاص مقام دیتا ہے اور اس سے کوئی ناانصافی نہیں کرتا۔ اب مَیں "عورت اور مذہب" کے موضوع پر آپ کے سامنے دینی تعلیم رکھتا ہوں لیکن ساتھ یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ دیگر مذاہب میں سے شنتو، تاؤازم، بدھ اِزم، کنفیوشزم وغیرہ عورت کے کسی مقام کا ذکر ہی نہیں کرتے۔ بعض مذاہب اِس کا اِس قدر تذلیل کے ساتھ ذکر کرتے ہیں کہ باشعور انسان عورت کے متعلق اس کی تعلیم دیکھ کر مذہب سے بھی متنفّر ہو جاتا ہے اور خدا کے وجود کا بھی انکاری ہو جاتا ہے۔ ہندو اِزم میں عورت کو جانوروں سے بدتر جو مقام دیا گیا ہے وہ نہ ہی دیا جاتا تو بہتر تھا۔ آج ہندوستان کی حکومت کو ہندو مذہب کی بعض بَد رسوم کے خلاف جہاد کرنا پڑ رہا ہے۔ ہندو مذہب میں عورت کو وید تک پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ جہاں تک بائیبل کا تعلق ہے وہ عورت کو مذہب میں دخل اندازی سے روکتی ہے حتیٰ کہ لوگوں کی موجودگی میں کلیسا میں کوئی سوال پوچھنا بھی اس کے لئے قابلِ شرم ہے۔ مگر جہاں تک ہمارے دین کا تعلق ہے اس میں اجتماعی عبادات میں عورت کو برابر کا حق دیتے ہوئے سہولتیں دی گئی ہیں اور اس کی خلقت کے اعتبار سے ہر عبادت میں اس کی شرکت کو لازم قرار نہیں دیا گیا لیکن اپنے شوق سے شامل ہونا چاہے تو بے شک شامل ہو جائے حتیٰ کہ جہاد تک میں اس کی شمولیّت سے اسے منع نہیں فرمایا گیا بلکہ نیکیوں اور حج اور عمرہ میں شامل ہونے کو بھی اس کے لئے جہاد کے برابر قرار دیا گیا۔ پھر اس کے دل میں اس کی عظمت کا احساس پیدا کرنے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ ان سے کوئی ثانوی سلوک نہیں ہو رہا بُوڑھوں اور کمزوروں اور بچّوں کو بھی ان کے ساتھ شامل کر دیا اور کہا کہ ان سب کا جہاد حج ہی ہے۔ جہاں تک عورت کے معلم اور مربّی ہونے کا تعلق ہے ہمارا دین نہ صرف عورت کو عورتوں

کا مربّی ہونے کا حق دیتا ہے بلکہ باہر کی دُنیا کے مردوں کا مربّی اور معلم بننے کا حق بھی دیتا ہے اور یہ وہ حق ہے جو عیسائی چرچ نے آج تک عورت کو نہیں دیا۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی زندگی میں بھی مردوں کو مسائل سکھائے اور آپ کے وصال کے بعد بھی سکھائے اور لوگوں نے آدھا دین اُن سے سیکھا۔ آپ کی روایات میں ایک روشنی اور جلاء ہے جو صاف پہچانی جاتی ہے اور یُوں عورت کو مرد کا معلم بنا کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام بنی نوع انسان کے درمیان قیامت تک کے لئے واسطہ بنا دیا گیا ہے۔

حضور نے فرمایا جب عورتوں کی باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں بے تکلّف جگہ پاتی تھیں تو اس کی برکت سے خدا تعالیٰ کے دربار میں بھی ان کی باتیں جگہ پاتی تھیں۔ چنانچہ قرآن کریم ایک عورت کی اپنے خاوند کے خلاف شکایت کا ذکر کرتا ہے جو راتوں کو اُٹھ کر اپنے ربّ کے حضور شکایت کرتی تھی۔ خدا نے اسے سُنا اور قبول کیا اور ہمیشہ کے لئے قرآن میں یہ پیغام دے دیا کہ اگر تم اپنے خاوندوں سے نالاں ہو تو ضرور قضاء میں پہنچو اور اپنے حقوق لینے کی کوشش کرو۔ لیکن قضاء پر بناء نہ کرو۔ تمہارا ایک خدا ہے جو تمہارے لئے اُسی طرح غیرت اور تمہاری تکلیف کا احساس رکھتا ہے جس طرح مردوں کی تکلیف کا احساس رکھتا ہے۔ اس لئے اللہ کی طرف رجوع کرو اور اسی سے اپنے حقوق کی حفاظت چاہو۔

پھر حضور نے سورہ التحریم کی آیات

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ
عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ
الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ
مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝

کی تلاوت کر کے بتایا کہ اس میں عورت کو نیکیوں میں ایک ماڈل کے طور پر پیش کر کے اُسے ایک مقام عطا فرمایا گیا ہے کہ جو دیگر مذاہب کے مقابلہ میں نہ صرف بے مثل بلکہ اس طرح درخشندہ ہے کہ اسکے پاسنگ کو بھی کسی اور مذہب کی تعلیم نہیں پہنچتی۔ اس میں ہر مومن کے لئے فرعون کی بیوی اور مریم بنتِ عمران کی مثالیں پکڑنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔

حضور نے فرمایا آج دُنیا میں حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کی شکل میں جو مسیحیت دوبارہ پیدا ہوئی ہے

اس میں بھی ایک عورت کا احسان ہے کہ مریمی حالت جب پیدا ہوئی تو "مسیح" پیدا ہوئے۔ کتنا عظیم الشان مقام ہے جو عورت کو دیا گیا ہے لیکن لوگ لاعلمی اور جہالت سے یہ کہتے ہیں کہ دینِ حق میں عورت کا کوئی مقام نہیں۔

اِس کے بعد حضور نے عورت کی مختلف حیثیتوں بیٹی، ماں وغیرہ کے لحاظ سے دینی تعلیم کو بڑی تفصیل سے بیان فرمایا اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش آنے والے واقعات کی روشنی میں وضاحت کی کہ ان کے جو حقوق اللہ نے مقرر کئے ہیں اُن میں تو رسول اللہؐ نے بھی کبھی دخل نہیں دیا پھر کون ہے دُنیا میں جو اِس تعلیم کے ہوتے ہوئے عورت کو کسی حق سے محروم کر سکتا ہے۔

حضور نے فرمایا ماں کے لحاظ سے تو قرآن نے عورت کو اِس قدر بلند مقام تک پہنچا دیا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ قرآن کریم نے تو ماں باپ دونوں کے مقام اور منصب کو ایک بہت ہی بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے لیکن ماں کا جس قدر خصوصیت سے ذکر قرآن و حدیث میں ملتا ہے آپ دیکھیں گے باپ کا ذکر اس طرح خصوصیت سے نہیں ملتا اور بسا اوقات باپ کا ذکر پیچھے چھوڑ دیا جاتا ہے اِسلئے جب آپ ماں کے معاملات پر غور کر کے اس کے تعلقات کو پیشِ نظر رکھ کر شکر کرنے والے بندے بنیں گے تو آپ کا اللہ سے بھی تعلق قائم ہو جائے گا۔ اِسی لئے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماں کے پاؤں کے نیچے جنّت ہے اور ماں کے توسّط سے خدا تک پہنچا جا سکتا ہے۔ ماں کے رِحم اور خدا کی صفتِ رحمانیّت کو ایک ہی مادہ سے بنا کر یہ بتا دیا ہے کہ جو ماں کے رِحم کو کاٹے گا وہ میری رحمانیّت سے بھی کاٹا جائے گا اور کبھی اس کا مجھ سے تعلق قائم نہیں ہو سکے گا۔ اس سے زیادہ عظمت کی تعلیم عورت کے متعلق تصوّر میں بھی نہیں آ سکتی کہ عورت خدا تک پہنچانے کی راہ بن گئی اور اِس مضمون کو وضاحت سے بیان فرما دیا گیا کہ عورت سے تمہارا آغاز ہوتا ہے جس طرح خدا سے کائنات کا آغاز ہوتا ہے۔ تم رِحم میں اس طرح پَل کر اس طرح اپنے منتہا کو پہنچتے ہو جس طرح خدا کی رحمانیّت نے آغازِ آفرینش سے ترقی دیتے ہوئے کائنات کو اس بلند و بالا مقام تک پہنچا دیا اور یہ دونوں رشتے ایسے ایک دوسرے سے منسلک ہو چکے ہیں کہ ایک کو کاٹو گے تو دوسرے سے بھی کاٹے جاؤگے۔

قرآن جب عدل کی بات کرتا ہے ... تقویٰ کو پیشِ نظر رکھتا ہے

جلسہ سالانہ انگلستان ۱۹۸۸ء کے موقع پر حضرت امام جماعتِ احمدیہ کا معرکۃ الآراء اختتامی خطاب

جلسہ سالانہ انگلستان ۱۹۸۸ء کا آخری اجلاس حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعتِ احمدیہ کی صدارت میں شروع ہوا۔ سب سے پہلے مکرم محمود عودہ صاحب نے تلاوتِ قرآنِ پاک کی پھر حضرت بانیٔ سِلسلہ کے عربی قصیدہ یاعین فیض اللّٰہ والعرفان سے منتخب اشعار مکرم بکر عبید صاحب آف تنزانیہ نے ترنّم سے سُنائے اس کے بعد اُردو منظوم کلام حضرت بانیٔ سِلسلہ مکرم داؤد احمد ناصر صاحب آف مغربی جرمنی نے پڑھ کر سُنایا۔ اس کے بعد حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعتِ احمدیہ کا تازہ منظوم کلام مکرم الیاس احمد صاحب آف مغربی جرمنی نے پڑھ کر سُنایا جس میں اسلم قریشی کیس کے متعلق مخالفین کی ناکامی کو نہایت شاندار طریق سے بیان کیا گیا تھا۔ اس کے بعد حضور کا خطاب چار بجکر چوبیس منٹ پر شروع ہوا اور سات بجکر چھبیس منٹ تک جاری رہا جو کہ عدل و احسان اور ایتاءِ ذی القربیٰ کے بارہ میں تھا۔ حضور گزشتہ چند سال سے اِس مضمون پر خطاب فرما رہے ہیں۔ امسال بھی یہ موضوع مکمل نہیں ہوسکا لہٰذا آئندہ بھی انشاء اللہ یہ جاری رہے گا۔ موجودہ خطاب میں حضور نے قرآن وحدیث اور ارشادات حضرت بانیٔ سِلسلہ کی روشنی میں عدل واحسان اور ایتاءِ ذی القربیٰ کے ضمن میں مختلف انسانی حقوق پر بحث فرمائی جن میں قول کا عدل، بین الاقوامی معاملات میں عدل، والدین کے حقوق، اولاد کے حقوق، یتامیٰ کے حقوق، اقرباء کے حقوق شامل ہیں۔

حضور نے فرمایا یہ مضمون انسانی دلچسپیوں پر ہی نہیں بلکہ حقیقت میں تمام کائنات پر پھیلا ہوا ہے مگر آج کے خطاب کے لئے مَیں نے انسانی حقوق سے متعلق قرآن کریم اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات کا انتخاب کیا ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ انسانی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے حقوق کے لئے قرآن کریم نے کُھلی کُھلی واضح تعلیم نہ دی ہو اور حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر اور حکمت بیان نہ فرمائی ہو اور پھر عملاً وہ تعلیم آپؐ کی زندگی میں جاری نہ ہوئی

ہو۔ تمام تر تعلیم جو ہم قرآن میں دیکھتے ہیں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں اس کی تفسیر سُنتے اور اس تعلیم کو ہم صحابہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عملوں میں ڈھلتے ہوئے بھی دیکھتے ہیں۔

حضور نے فرمایا قرآن کریم قول کے عدل میں سب کتابوں سے ایک منفرد کتاب ہے۔ کسی اَور کتاب میں یہ محاورہ مجھے نظر نہیں آیا۔ یہ وہ بنیادی چیز ہے جس سے آگے عدل کا مضمون پھُوٹتا اور پھیلتا چلا جاتا ہے۔ قرآن کریم نے قول کا جو عدل پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ بڑھ چڑھ کر خوبصورت باتیں کرتے ہیں ان کی باتیں صرف دُنیا کے لئے ہی ہوُا کرتی ہیں۔ خدا اور بندے کے درمیان نہیں۔ جبکہ قول کا عدل یہ ہے کہ وہ خدا اور بندے کے درمیان میں ہوں اور صرف بندے اور بندے کے درمیان نہ ہوں۔ کیونکہ جو شخص خدا کے لئے عادل نہ ہو وہ دُنیا میں عدل نہیں کر سکتا۔ قولِ عدل کی دوسری وضاحت یہ فرمائی کہ عدل کی باتیں کرنے والے اگر سچّے ہیں تو اپنے قریبیوں کے خلاف بات کے وقت بھی وہ سچّی بات کہنے کے ہی اہل و عادی ہوتے ہیں اور اُن کے عدل کی زد میں آنے پر بھی وہ عدل سے نہ رُکیں گے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ تو ہمیں نہ صرف قولِ عدل سکھاتا ہے بلکہ اسے حسین بنانا بھی سکھاتا ہے۔

قرآن کریم نے قولِ سدید کے لفظ کے ذریعہ قولِ عدل کی ایک اَور تفسیر بھی بیان فرمائی ہے۔ سدید کا عدل سے تعلق ہے۔ قولِ سدید وہ ہے جس میں کوئی بَل نہ ہو اور مخاطب کے لئے اس میں کسی قِسم کی غلط فہمی کا امکان نہ رہے۔ بعض لوگ مخالف سے سچ کے نام پر سختی سے بات کرنے کو قولِ عدل کا نام دے دیتے ہیں مگر قرآن جس قول کو قولِ عدل کہتا ہے اس میں بات کو مُنہ پر مارنے کا کوئی تصوّر نہیں بلکہ لَیّن کی تلقین کرتا اور قول میں احسان کو بھی داخل کرتا ہے۔ گویا جتنی اچھی بات کی طرف بُلاؤ گے تمہارا قول قولِ حسین ہوتا چلا جائے گا۔ پس قولِ عدل کی تعلیم دے کر ہمیں سارے معاشرے کی اصلاح کے طریق سکھلا دیئے۔

حضور نے فرمایا بَین الاقوامی تعلقات میں ہمارے دین نے ہمیں جو عدل کی تعلیم دی ہے اس میں قومیّت کا کوئی تصوّر نہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فوقیّت نہیں کہہ کر اس کو بڑی ہی خوبصورتی سے بیان فرمایا ہے کہ تقویٰ اور ذاتی نیکی کے سوا کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ قرآن کریم نے ایک دوسرے پر بڑائی اور فخر کی بیماری کو جڑ سے پکڑا ہے۔ ہرِ قسم کا تمسخر اُڑانے اور نیشنلزم کا پرچار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ تمام وہ لطیفے جو ذات پات کے اعتبار سے مشہور ہیں وہ ایسے ذہنوں کی پیداوار ہیں جن کو قرآن نے ختم کرنے کی تلقین کی ہے۔ پس قرآن جب عدل کی بات کرتا ہے تو اس کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے اور تمام خطرات

سے بھی متنبہ کرتا ہے وہ ظاہری رشتوں کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ تقویٰ کو پیشِ نظر رکھتا ہے۔

حضور نے فرمایا انسان ہتھیاروں کی وجہ سے خطرے میں نہیں بلکہ اُن دلوں کی وجہ سے خطرے میں ہے جن کے اندر ظلم و سفاکی پائی جاتی ہے کہ جب ضرورت پیش آئے بے پرواہ ہو کر دوسروں کا خون کرنے لگیں۔ پس بین الاقوامی امن کے لئے بنیادی اندرونی بیماریوں کی اصلاح ضروری ہے۔ اِس کے بارہ میں قرآن یہ تعلیم دیتا ہے کہ جب دو فریق کی آپس میں لڑائی ہو تو اُن میں صلح کروا دو اور صلح کے بعد جو فیصلے کرو اُن میں انصاف سے کام لینا ورنہ پھر جنگوں کے بیج بو جاؤ گے۔ قرآن ظالم قوم پر غلبہ کے وقت انصاف کرنے اور زیادتی نہ کرنے کی ہدایت فرماتا ہے کہ اگر تم نے تقویٰ سے کام لیا اور ظالم قوم سے انصاف کیا تو پھر یقین رکھو کہ تمہیں ایک مستقل امن کی ضمانت دی جا سکتی ہے۔

اس کے بعد حضور نے والدین، اولاد، یتامٰی اور اقارب کے حقوق قرآن و حدیث کی روشنی میں بڑی تفصیل سے بیان فرمائے اور بتایا کہ قرآن کریم کے عائد کردہ حقوق و فرائض کی مانند کوئی تعلیم یا فلسفہ کسی اور مذہب میں نظر نہیں آئے گا بلکہ ان کی تعلیم کے دائرے بہت تنگ ہیں جبکہ قرآن نہ صرف وسیع دائروں میں بلکہ ہر پہلو سے بات کرتا ہے۔

والدین کے حقوق کے ضمن میں فرمایا کہ مشرق و مغرب میں بچے اپنے والدین کے حقوق ادا کرنے سے غافل ہو گئے ہیں جس کے نتیجہ میں معاشرے میں دُکھ پھیل گئے ہیں لیکن حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی تعلیم کے مطابق بار بار اپنے غلاموں کو اپنے والدین کے حقوق کی طرف متوجہ کیا اور ایسا احترام دلوں میں پیدا کر دیا کہ جس کے نتیجہ میں ایک حسین معاشرہ دُنیا کے سامنے اُبھرا۔ والدین کے متعلق دینِ حق کی تعلیم ایسی جامع ہے کہ اگر آج مغربی اقوام اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو ان کے بوڑھے کسمپرسی کی حالت میں نہ رہیں۔

اولاد کے حقوق کے ضمن میں فرمایا کہ خدا نے تو اولاد کو رزق کے حصول کا ذریعہ بتایا تھا مگر متمدّن اقوام اپنی لاعلمی سے اور رزق کے خوف سے اِس ذریعہ کو اپنے اُوپر بند کر رہی ہیں۔ یہ اولاد کا پہلا حق ہے کہ انہیں قتل نہ کیا جائے۔

حضور نے فرمایا ہمارے دین نے جس رنگ میں اولاد کے ساتھ محبت اور شفقت کرنے کی تلقین فرمائی ہے اس پر عمل کیا جائے تو آج کی ترقی یافتہ قوموں میں وہ ہزاروں لاکھوں بچے بچ جائیں جو ہر سال ماں باپ کی شفقتوں سے محروم ہونے کی وجہ سے خودکشیاں کر لیتے ہیں اور اس سے بھی

زیادہ وہ ہیں جو کئی قسم کے نفسیاتی امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا ایک اندازے کے مطابق صرف امریکہ میں ہر سال چار لاکھ نوعمر بچے خودکشی کرتے ہیں۔ اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ والدین نے اولاد کے حقوق کو ادا نہیں کیا۔

پھر یتامیٰ کے حقوق کے ضمن میں آپ نے فرمایا کہ اگر یتامیٰ کے حقوق کو نظر انداز کرو گے تو تم میں دینی اور روحانی بیماریاں نشوونما پائیں گی جس سوسائٹی میں یتامیٰ کی عزت نہ رہے اور انہیں ٹھکرایا جائے وہاں پھر دین کو بھی ٹھکرایا جاتا ہے۔

آخر پر حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ جلسہ بخیروخوبی اختتام پذیر ہوا۔ خدمت کرنے والوں کا حق ہے کہ ہم ان کے لئے دعا کریں۔ حضور نے افسر جلسہ سالانہ مکرم ہدایت اللہ بنگوی صاحب کے لئے خصوصی دعا کی تحریک فرمائی اور بتایا کہ جب میں یہاں آیا تھا تو ان کی صحت بہت کمزور تھی مگر جب میں ان پر کام کا بوجھ ڈالتا چلا گیا تو ان کی صحت بھی اچھی ہوتی چلی گئی۔ پس دعا کریں کہ ان کی یہ جوانی قائم و دائم رہے اور ہر سال انہیں حُسنِ عمل کے ساتھ جلسہ کے مہمانوں کی خدمت کی توفیق ملتی رہے۔ پھر ان کے جملہ معاونین اور انصار کی رُوح رکھنے والی جماعت اِنگلستان کے لئے دعا کی تحریک کی اور فرمایا کہ انہوں نے واقعہ ہی میں انصار ہونے کا حق ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاء دے۔ انہوں نے بڑی محنت سے کام کیا ہے۔ میں جب بھی ان کو خدمت کرتے دیکھتا تھا تو دل محبت سے بھر جاتا تھا اور بڑا پیار ان پر آتا تھا جس طرح مجھے ان پر پیار آتا رہا اور ان کے لئے مجسّم دُعا بنتا رہا آپ بھی ان کے لئے پیار سے دعا کریں۔ ان میں ایک کمزوری بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ نئی نسلیں ابھی تک نماز باجماعت کی طرف پوری طرح مستعد نہیں ہوئیں اس کے دُور ہونے کے لئے بھی دعا کریں۔ حضور نے فرمایا میں سوچتا تھا کہ جب میں واپس چلا جاؤں گا تو کون ان کی تربیت کرے گا تب خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ ان کو نماز کا عادی بنا دو جس کے لئے میں مسلسل انہیں سمجھاتا رہا ہوں۔ حضور نے جلسہ پر آنے والوں کے لئے بھی دعا کی تحریک فرمائی کہ یہ محض للہ اور للّٰہی محبت میں یہاں آئے ہیں۔ ان میں سے بعض چھ چھ ماہ بھی ٹھہرے مگر سارا وقت خدمت میں لگے رہے اور باہر نکل کر کچھ دیکھا تک نہیں۔ صاف دل للّٰہی محبت کرنے والے اور بجز ملاقات کے کوئی مقصد لے کر نہیں آئے۔ ان سے ملنا میرے لئے سب سے کڑی آزمائش ہے۔ جذبات پر قابو پانا پڑتا ہے جو میرے لئے سخت آزمائش ہوتی ہے۔ پس جن مہمانوں کی خدمت کی آپ کو توفیق ملی ہے وہ کوئی معمولی لوگ نہیں ہیں ان کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔

آخر میں حضور نے اُن محروموں کے لئے دعا کی درخواست کی جو تڑپ رہے ہیں مگر آ نہیں سکتے۔ حضور نے فرمایا ان کے بے قرار خط پڑھ کر میرا دل دہل جاتا ہے۔ اِسی طرح حضورِ انور نے اسیرانِ راہِ مولیٰ اور ساری جماعت کی طرف سے فرضِ کفایہ ادا کرنے والے، جن کے خلاف پھانسی کی سزا کا حکم ہؤا ہے، مصیبت زدگان، شہداء، بنی نوع انسان، غریبوں اور یتیموں سب کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔ اس کے بعد دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہؤا۔

اداریہ ——— بقیہ صـــ۲

کی نورانی سیرت ہے اس لئے یہ نور اور سلامتی اور رحمت کا علمبردار ہوگا اور آگ یعنی نارِ جہنّم سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا اِس لئے وہ ہمیشہ ایسی آگ سے بچائے جائیں گے اور آگ ان کی غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہو گی۔

پھر اس میں تربیت کا گُر بھی سکھایا۔ نار الشجر کا مطلب ہے کہ جب غنچے اور کلیاں لگنے لگیں گویا ایسے وقت تربیت کی جائے جب ابھی عمر ناپختہ ہوتی ہے اور انسانی درخت کے بچپن کا یا عنفوانِ شباب کا زمانہ ہو کیونکہ وہی تربیت ان کے کام آئے گی اور وہی تربیت حقیقی طور پر اثر انداز ہوتی اور پوری عمر پر حاوی ہوتی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ جنوری ۱۹۸۸ء میں اپنی آئندہ نسل کی تربیت کرنے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

> "یہ وہ معاملہ ہے جو آپ سے پوچھا جائے گا اس عمر کے بچّوں پر جو نقش آپ نے مرتسم کر دیئے اگر وہ جہنّم میں لے جانے والے نقش ہیں تو بچّوں سے ہی نہیں آپ سے بھی پوچھا جائے گا اور اگر ایسے نقش مرتسم کر دیئے جو جنّت کے رہنے والے کے نقوش ہوتے ہیں تو پھر آپ بڑے خوش نصیب ہیں کیونکہ آپ کی اولاد در اولاد کی نیکیاں بھی آپ کے نام پر ہمیشہ لکھی جائیں گی اور آپ کے درجات کی بلندی کا موجب بنتی رہیں گی۔"

اِس لئے آئندہ صدی کے استقبال کے لئے نہ صرف اپنی زندگیوں میں اِس آیت کے مضمون کو جاری کریں بلکہ آئندہ نسلوں میں اس کا ایسا بیج بو دیں جو نسل در نسل پھیلتا اور پھولتا چلا جائے اور ہماری آئندہ نسل ہم سے زیادہ تابندہ مستقبل کی ضامن ہو۔

تحریکِ وقفِ نَو

۳ر اپریل ۱۹۸۷ء کو سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعتِ احمدیہ نے بیت الفضل لندن میں خطبہ جمعہ میں احبابِ جماعت کے سامنے ایک نہایت اہم تحریک فرمائی۔

۱۹۸۸ء کا سال جماعتِ احمدیہ کی پہلی صدی کا آخری سال ہے اِس سے اگلے سال یعنی ۱۹۸۹ء میں جماعت اپنی زندگی کی دوسری صدی میں داخل ہوجائے گی، اِنشاء اللہ۔

دوسری صدی میں ہم نے خدا اور اس کے رسول کے غلاموں کی ایک فوج ان کی خدمت میں تحفہ پیش کرنا ہے۔ یہ فوج محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی فوج ہوگی جن کے سینوں میں عشقِ رسول اور اطاعتِ رسول کی آگ شعلہ زن ہوگی۔

ہمارے پیارے امام نے جماعت کو تحریک فرمائی ہے کہ اگلے دو سالوں میں پیدا ہونے والے بچّوں کو خدا اور اُس کے دین کی خاطر ابھی سے وقف کریں۔ آپ فرماتے ہیں:

"احمدیت کی اگلی صدی میں واقفین زندگی کی اشد ضرورت ہے۔ جماعت کے ہر طبقہ سے لکھوکھہا کی تعداد میں واقفینِ زندگی آنے چاہئیں جن کو دراصل ہم خدا کے حضور اِس نیّت کے ساتھ تحفہ کے طور پر پیش کر رہے ہوں کہ ان کی صلاحیتوں سے بعد ازاں اگلی صدی کے لوگوں نے فائدہ اُٹھانا ہے۔ تو یہ ایک تحفہ ہے جو ہم نے اگلی صدی کو دینا ہے۔ اِس لئے جن کو بھی توفیق ہے اِس تحفے کے لئے تیار ہو جائیں"۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت کے مخلصین جماعتی روایات کے مطابق اِس تحریک پر لبیک کہہ رہے ہیں لیکن جماعتی ضرورت تو جیسا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لاکھوں کی ہے۔ لہٰذا میری گذارش ہے کہ قربانی کا معیار اور مقدار ضرورت کے مطابق ہونی چاہیئے۔

مَیں امراء اور عہدیدارانِ جماعت سے گذارش کرتا ہوں کہ اِس بارہ میں حضور کی تحریک ہر گھر تک پہنچا کر ان مخلصین کے ناموں سے مطلع فرماویں جو اِس تحریک پر لبیک کہہ کر اپنی اولاد کو وقفِ نَو کے تحت پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

وکیل الدیوان تحریک جدید

آنسو کا ایک قطرہ بھی دوزخ کو حرام کر دیتا ہے

"ہاں اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت اور اس کی خشیت کا غلبہ دل پر ہو اور اس میں ایک رقّت اور گداز ش پیدا ہو کر خدا کے لئے ایک قطرہ بھی آنکھ سے نکلے تو وہ یقیناً دوزخ کو حرام کر دیتا ہے۔ پس انسان اس سے دھوکہ نہ کھائے کہ میں بہت روتا ہوں اس کا فائدہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ آنکھ دُکھنے آ جائے گی اور یوں امراضِ چشم میں مبتلا ہو جائے گا۔

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کے حضور اس کی خشیت سے متأثر ہو کر رونا دوزخ کو حرام کر دیتا ہے لیکن یہ گریہ و بکا نصیب نہیں ہوتا جب تک کہ خدا کو خدا اور اس کے رسول کو رسول نہ سمجھے اور اس کی سچی کتاب پر اطلاع نہ ہو نہ صرف اطلاع بلکہ ایمان۔

طبیب جیسے ایک مریض کو جلاب دیتا ہے اور اس کو ہلکے ہلکے دست آتے ہیں۔ وہ مرض کو ضائع نہیں کرتے جب تک جگری دست نہ آ دیں جو اپنے ساتھ تمام موادِ ردّیہ اور فاسدہ کو لے کر نکلتے ہیں اور ہر قسم کی عفونتیں اور زہریں جنہوں نے مریض کو اندر ہی اندر مضمحل اور مضطرب کر رکھا تھا، اُن کے ساتھ نکل جاتی ہیں تب اس کو شفا ہوتی ہے اسی طرح ہر جگری گریہ و بکا آستانۂ الوہیّت پر ہر ایک قسم کی نفسانی گندگیوں اور مُفسد مواد کو لے کر نکل جاتا ہے اور اس کو پاک و صاف بنا دیتا ہے۔ اہل اللہ کا ایک آنسو جو توبۃ النّصوح کے وقت نکلتا ہے ہَوا و ہَوس کے بندے اور ریاکار اور ظلمتوں کے گرفتار کے ایک دریا بہا دینے سے افضل اور اعلیٰ ہے کیونکہ وہ خدا کے لئے ہے اور یہ خلق کے لئے یا اپنے نفس کے واسطے۔"

(ملفوظات جلد اوّل جدید صفحہ ۲۷۲، ۲۷۳)